مکمل ناول

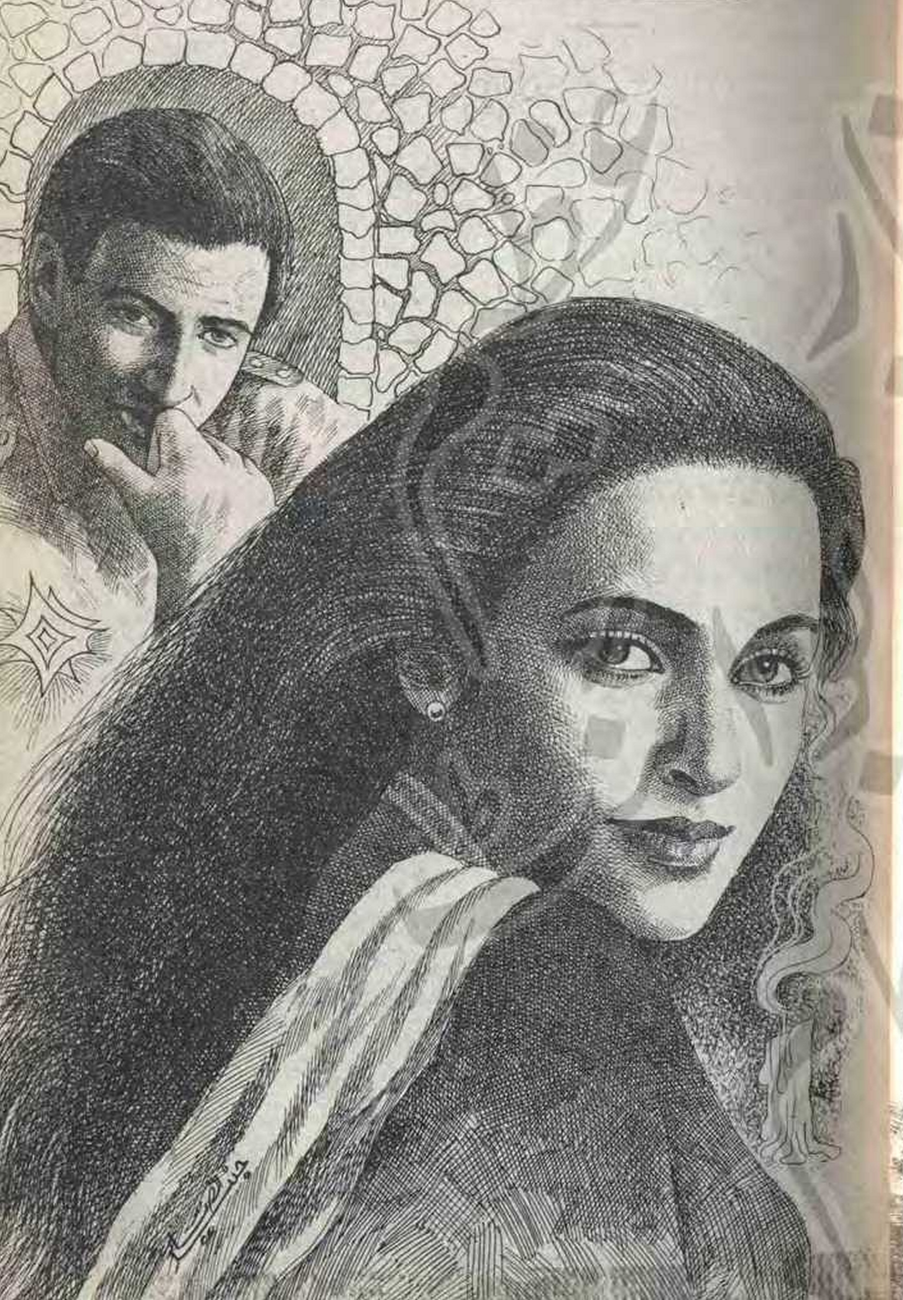

انجم نواب

آؤ ہم تم وفا کریں

"تم یہاں بیٹھی ہو اور میں نے تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ ڈالا۔" لان میں پڑی چیئر پر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے وہ بولا۔ لائٹ پنک کلر کے سادہ سے سوٹ میں ہوا سے اڑتے کھلے ہوئے بالوں میں وہ بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ احمر نے بہت مشکلوں سے اپنی نگاہ کو اس کے سراپے میں الجھنے سے بچایا تھا۔

"کیوں ڈھونڈ رہے تھے مجھے؟" اپنے خیالوں سے نکل کر اس نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کام تھا تم سے۔"

"اچھا! کیا کام تھا؟"

"پتا نہیں۔ تمہیں ڈھونڈنے کے چکر میں میرے ذہن سے نکل گیا کہ میں تمہیں کیوں ڈھونڈ رہا تھا۔ خیر چھوڑو ابھی یاد آجائے گا تو بتا دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے ایڈمیشن کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" اس نے بات بدل کر پوچھا تو وہ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"میں نے اب تک کچھ نہیں سوچا۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آرہا کہ میں اب کیا کروں۔" آج کا پورا دن اس کا بس یہی سوچتے ہوئے گزرا تھا کہ اب اسے آگے کیا کرنا چاہیے اور اس وقت بھی وہ لان میں اکیلی بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ احمر آگیا۔

"ایک تو مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ اتنے زبردست نمبر لئے ہیں تم نے انٹر میں۔ اگر میڈیکل میں ایڈمیشن نہیں لیتا تو یونیورسٹی میں لے لو۔ سیدھی سی بات ہے اور تم پتا نہیں کیا سوچے جا رہی ہو؟" احمر کی بات پر اس نے سنجیدہ سی نظر اس پر ڈالی اور قدرے توقف کے بعد بولی۔

"احمر! مجھے یونیورسٹی کے ماحول سے ڈر سا لگتا

ہے۔ پتہ نہیں کیوں ایک خوف سا ہے، جو میرے دل میں بیٹھ گیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر میں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا تو ضرور کچھ نہ کچھ ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتی کہ میرے ساتھ کچھ ہو۔"

"کم آن یار۔ کیا وہمی باتیں کر رہی ہو۔" وہ ہنسا۔

"جہاں تک ماحول کا تعلق ہے تو میں کلیئر کر دوں کہ یونیورسٹی کا ماحول بہت اچھا ہے۔ میں خود دو سال سے پڑھ رہا ہوں وہاں۔ مجھے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ یونیورسٹی کا ماحول خراب ہے۔ پتہ نہیں لوگوں نے کیوں یہ افواہ پھیلائی ہوئی ہے کہ وہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے اور پھر ماحول تو......"

"احمر! میرا اشارہ ان اسکینڈلز کی طرف ہے، جو آئے دن لڑکیوں کے بنتے رہتے ہیں۔" وہ اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"لڑکیاں ایسی حرکتیں کرتی ہی کیوں ہیں کہ ان کے بارے میں اسکینڈلز بنیں۔" وہ کچھ چڑ کر بولا۔

"یہ ضروری تو نہیں ہے احمر کہ ہر وہ لڑکی جو اسکینڈل میں ملوث ہے قصوروار بھی ہو۔"

"لڑکیاں قصوروار ہوتی ہیں تو ہی اسکینڈلز بنتے ہیں ورنہ لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ ہی کسی کو بدنام کریں۔" وہ اب بھی اپنے موقف پر قائم تھا۔

"میں تمہاری بات سے اتفاق نہیں کرتی احمر۔" اڑتے بالوں کو پکڑ کر ہاتھ میں لگا ہوا بینڈ وہ اس میں لگاتے ہوئے بولی۔

"تم کیا سمجھتے ہو یہ جو دنیا میں ہر روز لوگوں کو سزائیں دی جاتی ہیں' پھانسی پر چڑھایا جاتا ہے تو کیا وہ سب کے سب قصوروار ہوتے ہیں؟ نہیں' ان میں سے بعض قصوروار ہوتے ہیں اور بعض بے گناہ۔ لیکن ان بے گناہ لوگوں کو پھانسی پر صرف اس لئے چڑھا دیا جاتا ہے کہ ان کے پاس اپنی بے گناہی کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا اور ہمارے معاشرے میں ہر اس شخص کو مجرم تصور کیا جاتا ہے، جس کے پاس اپنی بے گناہی کا کوئی ثبوت نہ ہو اور یہی حال یونیورسٹی کا ہے۔ لوگ اس قدر گر چکے ہیں کہ کسی لڑکی کو کسی لڑکے کے ساتھ پھرتا دیکھا اور بنا دیا اسکینڈل۔ یہ جانے بغیر کہ وہ اس کے ساتھ کیوں پھر رہی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟"

"مقصد جو بھی ہو سحر! جو بات قابل اعتراض ہے وہ ہے۔ اگر آپ لڑکوں کے ساتھ پڑھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ کو ان کے ساتھ گھومنے پھرنے کی اور سیر و تفریح کی اجازت ہے۔ ہمارا مذہب ایک لڑکے کو ایک لڑکی کے ساتھ آزادانہ میل جول اور بات چیت کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ سوائے اس وقت کے کہ جب سخت ضرورت ہو۔ لیکن یونیورسٹی میں تو لڑکے اور لڑکیاں اتنی بے تکلفی اور اتنے مزے سے ایک ساتھ گھومتے ہیں کہ لگتا ہے جیسے......" وہ کہتے کہتے یکدم چپ ہو گیا۔ پھر سر جھٹک کر اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"خیر چھوڑو۔ ہم بھی کس بحث میں پڑ گئے۔ تمہارا ان سب باتوں سے کیا واسطہ۔" اس نے جیسے بات کو سمیٹنا چاہا۔ "بس تم یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لو۔"

"لیکن احمر فرض کرو کہ اگر میرا بھی کوئی اسکینڈل بن گیا تو!" سحر نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بے وقوفوں جیسی باتیں کر رہی ہو سحر۔" اس نے ٹوکا۔

"اسکینڈل تو لوز کیریکٹر لڑکیوں کے بنتے ہیں اور تمہارے بارے میں تو کوئی مجھے قسمیں کھا کر بھی بتائے تب بھی میں یقین نہ کروں۔"

"اور اگر تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر؟" پتا نہیں اس کے ذہن میں کیا کیا باتیں تھیں یا خدشے تھے جو وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔ احمر نے کچھ سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا اور کچھ دیر یونہی گہری نظروں سے اسے دیکھتا رہا اور جب بولا تو لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

"پھر میں تمہارا گلا دبا دوں گا۔" ایک لمحے کو تو وہ دہل کر رہ گئی اس کی بات پر لیکن جب اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھی تو خفگی سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ گویا وہ سنجیدہ نہیں تھا لیکن وہ اب بھی باز نہیں آئی تھی اور اس کی بات کو بڑے سیریس انداز میں لیتے ہوئے عجیب اضطرابی کیفیت میں اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے ہوئے کہا۔

"میرا گلا دبا دو گے یہ جانے بغیر کہ میں نے کچھ کیا ہے یا نہیں۔ یا تم نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ سچ ہے کہ نہیں۔" اس کے انداز میں عجیب سی بے چینی تھی جسے دیکھ کر احمر کو سنجیدہ ہونا پڑا۔

"اپنی آنکھوں سے کسی کو غلط کام کرتا دیکھ کر کسی بات کی کوئی گنجائش رہتی ہے؟"

"لیکن احمر! آنکھیں تو انسان کو وہی کچھ دکھاتی ہیں جو وہ دیکھنا چاہتا ہے۔"

"فار گاڈ سیک یار۔ کیا فضول باتیں کر رہی ہو۔" تنگ آ کر احمر نے اسے ٹوکا تھا۔ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ کہنا کیا چاہ رہی ہے لیکن یہ ضرور سمجھ گیا تھا کہ وہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے سے کیوں ڈر رہی ہے۔ فطرتاً وہ خاصی ڈرپوک لڑکی تھی اور پھر لڑکوں کے ساتھ پڑھنا تو شاید اس کے لئے جوئے شیر لانے سے بھی زیادہ مشکل تھا اور جو خدشات اس کے ذہن میں تھے وہ کسی حد تک درست بھی تھے لیکن اس کے باوجود احمر چاہتا تھا کہ وہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ پہلی تو یہ کہ اس کے اندر کچھ اعتماد پیدا ہو اور وہ لوگوں کا مقابلہ کرنا سیکھے۔ اچھے برے لوگوں کی اسے پہچان ہو اور دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ ہر وقت اس کے نزدیک رہے اور ان دونوں چیزوں کے لئے اس کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا ضروری تھا اور اس کے لئے ایک اور بات جو بہت ضروری تھی وہ یہ کہ وہ پہلے اسے ان خدشات سے نجات دلائے جب ہی اس کے چانس بنتے تھے یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے ورنہ تو اس نے صاف منع کر دیا تھا۔

"دیکھو سحر! تمہارے خدشے درست ہیں لیکن اس کے باوجود میں یہی کہوں گا کہ رائی کا دانہ ہوتا ہے تو لوگ پہاڑ بناتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی بات لڑکیوں کی طرف سے ضرور ہوتی ہے، جو اسکینڈل بنتے ہیں ورنہ تو ہزاروں لڑکیاں پڑھتی ہیں یونیورسٹی میں۔ ان سب کے بارے میں لوگ غلط باتیں کیوں نہیں پھیلاتے۔ صرف چند لڑکیوں ہی کو کیوں نشانہ بناتے ہیں اور پھر تم کیوں اتنا ڈر رہی ہو اور تمہیں تو ڈرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ میں ہوں تمہارے ساتھ' تمہارا باڈی گارڈ۔" وہ اپنی طرف اشارہ کر کے ہلکے پھلکے انداز میں بولا تو اس کی آنکھوں میں آئی چمک کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دی۔ دل و دماغ میں ہوتی جنگ قدرے کم ہو گئی تھی۔

"لیکن تم ہر وقت تو میرے ساتھ نہیں ہو گے ناں۔" معصوم سا انداز تھا۔ وہ فدا ہو گیا۔

"میں نہیں ہوں گا' میرا تعارف' میرا حوالہ تمہارے ساتھ ہو گا۔ وہی کافی ہے۔" بڑے فخر سے کالر اکڑا کر اس نے کہا تو سحر کے اندر باہر دور تک روشنی ہی روشنی پھیل گئی۔ واقعی یہ اس کا حوالہ ہی تو تھا جس نے اسے اس قدر معتبر بنا دیا تھا سب کی نظروں میں۔ احمر جب کبھی اسے کالج چھوڑنے جاتا تو اس کی فرینڈز رشک کیا کرتی تھیں اس کی قسمت پر کہ جسے کسی کی سوچ سے بڑھ کر زندگی گزارنے کا ساتھی ملا تھا۔

"تم دیکھنا کسی کی جرات نہیں ہو گی کہ وہ تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ لے۔"

"اور اگر کسی نے مجھے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو۔" وہ شرارت سے مسکرا کر بولی تو وہ تھوڑا آگے جھک کر غصیلے لہجے میں بولا۔

"تو میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا' بس۔" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ آنکھوں میں موجود تمام خدشے مٹ چکے تھے اور اس سے کب اس کی کوئی بات چھپی تھی۔ فوراً بولا۔

"ان فضول باتوں کی وجہ سے تم یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے سے گھبرا رہی تھیں؟"

"یہ فضول باتیں نہیں ہیں احمر! وقت پڑنے پر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بہت بڑی لگتی ہے۔"

"یار خدا کے لئے مجھے اتنا عاجز مت کرو کہ میں دیوار سے اپنا سر پھوڑ دوں۔" احمر نے بے حد عاجزی سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو وہ پھر سے ہنس پڑی۔

"اف میری توبہ جو آئندہ تم سے کبھی بحث کی ہو۔" احمر نے اپنے کان پکڑ لئے اور پھر اسے بولنے کا موقع

دیئے بغیر دوبارہ بولنے لگا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ تمہیں کون سے ڈیپارٹمنٹ میں ایڈمیشن لینا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے لئے فارمیسی بہترین رہے گا۔ میں کل ہی تمہارے لئے فارم لے آؤں گا۔ اوکے۔" اپنی بات ختم کرکے وہ کھڑا ہوگیا اور وہ اس کے اتنی جلدی فیصلہ کرلینے پر کچھ پریشان ہوگئی۔

"مجھے سوچ تو لینے دو کہ....."

"رہنے دو۔ تم جب تک سوچو گی ایڈمیشن بند ہوجائیں گے بس تم فارمیسی میں ایڈمیشن لے لو ویسے بھی میڈیکل والے عموماً فارمیسی میں ہی لیتے ہیں۔"

"اور ارے ہاں مجھے یاد آگیا کہ میں تمہیں کیوں ڈھونڈ رہا تھا۔ مجھے رات کو اپنے دوست کی بہن کی شادی میں جانا ہے۔ میں نے اس کے لئے دو تین گفٹس لئے تھے لیکن اب سمجھ نہیں آرہا کہ کون سا دوں۔ تم پلیز جاکر دیکھ لو اور جو پسند آئے اسے پیک بھی کردینا۔" وہ عجلت میں کہتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ گیا تو وہ پیچھے سے پکار کر پوچھنے لگی۔ "لیکن تم جا کہاں رہے ہو؟"

"مجھے ایک ضروری کام ہے۔ میں بس تھوڑی دیر میں آجاؤں گا' اوکے خدا حافظ۔" وہ ہاتھ ہلا کر باہر نکل گیا تو سحر سر جھٹک کر اندر کی طرف بڑھ گئی اور پھر اس کے کمرے کی طرف جارہی تھی کہ تایا ابو کے بلانے پر پلٹ کر ان کے پاس چلی آئی۔ "جی تایا ابو!"

"احمر کہاں ہے بیٹا!"

"وہ باہر گیا ہے تایا ابو کہہ رہا تھا کہ کچھ کام ہے۔"

"اور تم کہاں جارہی ہو؟"

"آج احمر کے کسی دوست کی بہن کی شادی ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے دو تین گفٹس لئے تھے لیکن اب اسے سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ کون سا دے' سو مجھ سے کہہ کر گیا ہے کہ میں اپنی پسند سے کوئی سا پیک کردوں اس لئے میں ابھی اسی کے کمرے کی طرف جارہی تھی۔" اس نے تفصیلی جواب دے کر انہیں دیکھا تو وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

"اچھا تو تم ایسا کرو کہ پہلے جاکر گفٹ پیک کردو اور پھر مجھے اچھی سی چائے بنا دینا۔ سر میں کچھ درد ہے۔"

"ارے تایا ابو۔ میں پہلے آپ کو چائے بنا دیتی ہوں۔ گفٹ تو وہ رات کو لے کر جائے گا۔" بے حد خلوص سے اس نے کہا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"جیتی رہو بیٹی۔" وہ مسکراتی ہوئی کچن میں چلی آئی۔ جھٹ پٹ ان کے لئے چائے بنائی اور انہیں دے کر اس نے دوبارہ سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ مما نے پکار لیا۔ اس نے قدرے بے چارگی سے تایا ابو کو دیکھا جو اس کی حالت سمجھتے ہوئے مسکرا رہے تھے وہ پھر مما کے کمرے کی طرف چل پڑی۔

"جی مما! آپ نے بلایا مجھے۔" ان کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ہاں میں نے بلایا تھا۔ کیا سوچا ہے پھر تم نے ایڈمیشن کے بارے میں؟" انہوں نے پوچھا۔

"مما! احمر بہت فورس کررہا ہے کہ میں یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لوں۔"

"تو اچھی بات ہے ناں بیٹا۔ لے لو' تمہیں بھی ذرا چیلنج ملے گا۔"

"ایسا نہ ہو مما کہ یہ چیلنج میری جان ہی لے لے۔" اس نے ہنستے ہوئے سادگی سے کہا تو انہوں نے دہل کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیسی باتیں کررہی ہو۔ جو منہ میں آتا ہے بول دیتی ہو۔ ذرا نہیں سوچتیں کہ کیا کہنے جارہی ہو۔" وہ خفگی سے اسے ڈانٹنے لگیں تو اس نے لاڈ سے ان کے کندھے سے سر ٹکا دیا۔

"کم آن مما۔ میں تو مذاق کررہی تھی۔"

"مذاق میں بھی ایسی بری باتیں نہیں کرتے بیٹا! دن میں ایک وقت ضرور ایسا آتا ہے کہ جب بندے کے منہ سے کوئی بات نکلتی ہے تو اللہ اس پر مہر لگا دیتا ہے اس لئے انسان کو ہر وقت اچھی باتیں منہ سے نکالنی چاہئیں۔" مما اسے سمجھانے لگیں' وہ مسکرا دی۔

"اوکے مما! اب میں ہمیشہ اپنے منہ سے اچھی بات نکالوں گی' خوش۔" مما اس کے بچپنے پر

مسکرا دیں۔ وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور پھر اتنی تیزی سے سیڑھیاں چڑھیں کہ اس کے کمرے میں جاکر ہی دم لیا۔ ہو سکتا تھا کہ پیچھے سے پھر کوئی آواز دے کر روک دیتا۔

سامنے ٹیبل پر ہی احمر کے لائے ہوئے گفٹس اور ساتھ میں ریپنگ پیپر اور وشنگ کارڈ رکھا ہوا تھا۔ وہ باری باری سارے گفٹس دیکھنے لگی اور پھر گولڈ کی نازک سی چین کو اس کے باکس میں رکھ کر اس نے بہت خوبصورتی سے اسے پیک کردیا۔ وہ واپس نیچے آئی تو احمر موجود تھا۔ اسے دیکھ کر بولا۔

"کردیا پیک؟"

"ہاں کردیا۔ تم کتنے بجے تک جاؤ گے؟" اس نے جواب دے کر پوچھا۔

"نو ساڑھے نو تک جاؤں گا' چلنا ہے؟"

"نہیں موڈ نہیں ہے۔" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر میں تو چلوں۔" وہ تیار ہونے کی خاطر اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا اور پھر باقی گفٹس میں سے جب چین غائب دیکھی تو بے اختیار ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"کتنی ملتی ہے ہماری پسند۔" اس کے دل نے سرشار ہوکر سوچا اور پھر وہ سیٹی بجاتا واش روم میں گھس گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

اگلے دن ہی احمر اس کے لئے یونیورسٹی سے فارم لے کر آگیا اور پورا فل کرنے کے بعد اس نے اسے دکھایا تو وہ ایک نظر فارم پر ڈال کر واپس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"یہ بات یاد رکھنا احمر کہ میں نے محض تمہارے اصرار پر اور تمہاری ضد کی وجہ سے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا ہے ورنہ مجھے یونیورسٹی میں پڑھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

"بندہ آپ کا احسان عظیم تا عمر یاد رکھے گا۔" سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ شرارتی لہجے میں کہتے ہوئے آگے جھکا

وہ خبطی سی دیوانی سی

ایک خبطی سی لڑکی کی کہانی

آسیہ سلیم قریشی کا ایک ایسا ناول جو خواتین ڈائجسٹ میں قسط وار چھپا اور بے حد مقبول ہوا' آج بھی ہر لڑکی' ہر خاتون یہ ناول پڑھنا چاہتی ہے'

اب کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے

مجلّد، خوبصورت سرورق، قیمت 400 روپے

خواتین ڈائجسٹ

اردو بازار کراچی

ملنے کا پتا

• مکتبہ عمران ڈائجسٹ اردو بازار کراچی

• لاہور اکیڈمی، 205 سرکلر روڈ بیرون اردو بازار، لاہور،

تو اسے ہنسی آگئی۔

اور پھر اسے خدا حافظ کہہ کر فارم جمع کروانے چلا گیا کہ آج اس کی آخری تاریخ تھی۔

لسٹ میں اس کا نام آچکا تھا۔ احمر بے حد خوش تھا کہ اب وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اور سحر مطمئن تھی کہ اس کے ذہن سے تمام خدشے مٹ چکے تھے۔ "بھلا جس کے پاس اتنا محبت کرنے والا' اتنا چاہنے والا اور اپنے سے زیادہ اعتبار کرنے والا ساتھی ہو اسے کسی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟" اس نے سرشار سے انداز میں احمر کے برابر میں بیٹھتے ہوئے سوچا۔ آج اس کا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا۔ وہ بیٹھ گئی تو احمر نے بھرپور نظر اس پر ڈالی۔ لائٹ براؤن کلر کے سوٹ میں بڑا سا دوپٹہ سر پر جمائے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ حالانکہ چہرہ ہر قسم کے میک اپ سے عاری تھا اس کے باوجود اس کا اپنا حسن ہی اس قدر تھا کہ ایک لمحے کے لئے وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ جونکا اس وقت جب اس کے گالوں پر سرخی اترتے دیکھی۔ وہ اس قدر نروس ہو گئی تھی کہ اُسے ٹوک بھی نہ سکی۔

اسے بری طرح نروس ہوتے دیکھ کر احمر نے مسکراتے ہوئے اس پر سے نظریں ہٹالیں اور گاڑی اسٹارٹ کردی۔

"کچھ بھولیں تو نہیں؟" راستے میں احمر نے اس سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلادیا اور پھر سارے راستے وہ اسے یونیورسٹی کے متعلق مختلف باتیں بتاتا رہا اور وہ بہت غور سے سنتی رہی۔ یونیورسٹی کے گیٹ پر اس کے ساتھ اترتے ہوئے چانک اسے خیال آیا تھا اور پھر بے حد پریشانی کے عالم میں وہ اس کی طرف بڑھی تھی۔

"احمر! میں اپنی فائل تو لانا ہی بھول گئی۔" احمر نے ایک گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"میں نے پوچھا تھا تم سے۔"

"میں سمجھ رہی تھی کہ میں نے رکھ لی ہے مگر......"

وہ شرمندہ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی اور وہ کب اسے شرمندہ دیکھ سکتا تھا' بولا۔

"یہ لو تم میری فائل لے لو۔"

"اور تم؟" جھجکتے ہوئے اس کی فائل تھام کر اس نے پوچھا تو وہ مسکرادیا۔

"میں اس کے بغیر ہی گزارہ کرلوں گا۔"

"لیکن اس پر تو ہر جگہ تمہارا نام لکھا ہوا ہے۔ اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ ہر کونے میں بڑا بڑا احمر حسن لکھا ہوا تھا۔

"ہاں تو صحیح ہے ناں۔ میرا حوالہ تمہارے ساتھ رہے گا۔"

اس نے بے انتہا جھینپ کر اسے دیکھا۔ وہ ہنس پڑا۔

"اب چلو یا یہیں کھڑی گھورتی رہوگی۔" احمر نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ اس کے ساتھ چل دی۔ اسے اس کے ڈیپارٹمنٹ کے کلاس روم تک چھوڑ کر جب وہ واپس جانے لگا تو سحر نے بے اختیار ہی گھبرا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پوری کلاس لڑکے اور لڑکیوں سے بھری ہوئی تھی اور فطری طور پر ایک لمحے کو اسے اندر جاتے ہوئے شدید گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی۔

"کیا ہوا! جاؤ اندر۔"

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔" اس کی آواز میں ہلکی سی لرزش تھی۔

"دیکھو سحر' اگر میں تمہیں کلاس کے اندر تک چھوڑ کر آؤں گا تو سب تمہیں عجیب سی نظروں سے دیکھیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم خود اندر چلی جاؤ۔" بہت آہستگی سے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے اس نے کہا اور پلٹ کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ جانتا تھا کہ وہ جتنی دیر تک یہاں کھڑا رہے گا یہ بے وقوف اور ڈرپوک لڑکی یہی کرتی رہے گی۔

سحر نے قدرے بے چارگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور بہت ہمت کر کے سر جھکائے' دھڑکتے دل اور لرزتے قدموں سے وہ کلاس کے اندر داخل ہو گئی تھی۔ سر اب تک نہیں آئے تھے۔ وہ خاموشی سے

ایک لڑکی کے برابر میں جگہ خالی دیکھ کر وہاں بیٹھ گئی۔ لڑکی اسی کی طرف متوجہ تھی۔ بڑی گرم جوشی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی۔

"ہیلو! آئی ایم فاریہ۔" سحر نے یک دم چونک کر اسے دیکھا اور پھر خوش دلی سے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اینڈ آئی ایم سحر۔" فاریہ نے پھر اپنے ساتھ بیٹھی ایک اور لڑکی سے اس کا تعارف کروایا۔ وہ بھی بڑی خوش دلی اور تپاک سے اس سے ملی اور کچھ ہی دیر میں تینوں کافی حد تک ایک دوسرے سے گھل مل گئیں۔

کچھ دیر بعد سر آگئے۔ مختصر سا انٹروڈکشن دینے کے بعد جب انہوں نے کلاس آف کی تو سب باہر نکلنے لگے کہ آج صرف انٹروڈکشن کلاس ہی ہونی تھی۔ سحر بھی فاریہ اور نادیہ کے ہمراہ باہر نکل آئی۔

"آؤ وہاں بیٹھیں۔" فاریہ نے ڈیپارٹمنٹ کے باہر بنے بڑے سے ہرے بھرے گارڈن کی طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں پیچھے چلی آئیں۔ بیٹھنے کے بعد سحر نے گھڑی دیکھی۔

"پتا نہیں احمر کب آئے گا۔ میں نے تو اسے کچھ بتایا ہی نہیں تھا۔"

"کیا سوچ رہی ہو؟" نادیہ نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا تو وہ مسکرادی۔

"کچھ نہیں بس یونہی۔" پھر وہ تینوں باتوں میں مگن ہوگئیں اور یونہی باتوں باتوں میں فاریہ کہنے لگی۔

"میں تو پتا نہیں کتنا روئی تھی' چیخی چلائی تھی' توڑ پھوڑ کی تھی' حتیٰ کہ بھوک ہڑتال اور کمرے میں بند ہو جانے کی دھمکی تک دی تھی جب مجھے کہیں یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کی اجازت ملی تھی۔"

"اچھا!" سحر کو بے انتہا حیرت ہوئی۔ "اور مجھے تو میرے کزن نے زبردستی یونیورسٹی میں ایڈمیشن دلوایا ہے۔"

"تو کیا تمہارا ارادہ نہیں تھا یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا؟" نادیہ نے پوچھا۔

"نہیں یار! میرا بالکل ارادہ نہیں تھا۔ یہ آئے دن جو لڑکیوں کے اسکینڈلز بنتے رہتے ہیں ناں مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"ہاں خیر یہ تو ہے۔" نادیہ نے ٹھنڈی سانس بھری اور پھر اچانک ہی اس کی نظر اس کی فائل پر پڑی تو وہ شرارت سے اسے دیکھنے لگی۔ "اچھا یہ بتاؤ تمہارے کزن کا نام احمر حسن ہے ناں۔"

"ہیں۔" سحر کی بڑی بڑی آنکھوں میں بے تحاشا حیرت سمٹ آئی۔ "تمہیں کیسے پتا؟"

"جادو سے۔" فاریہ اور نادیہ دونوں ایک ساتھ ہی بہت زور سے ہنسی تھیں۔

"بتاؤ ناں کیسے پتا چلا؟" انہیں زور زور سے ہنستا دیکھ کر سحر نے معصومیت سے پوچھا تو نادیہ اس کے گال چھوتے ہوئے بولی۔

"تم تو واقعی بہت معصوم ہو سحر۔ یہ جو فائل تم لئے پھر رہی ہو اس پر اتنا بڑا بڑا احمر حسن لکھا ہوا ہے اور پھر بھی تم پوچھ رہی ہو کہ ہمیں کیسے پتا چلا۔"

"اوہ!" اس نے بے اختیار فائل کو دیکھا اور پھر پوری بات انہیں بتادی۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں تمہارا بہت خیال ہے۔ چلو پھر یہ بتاؤ کہ کب ملوا رہی ہو ہمیں اس عظیم ہستی سے؟"

"وہ ابھی مجھے لینے آئے گا۔ ابھی مل لینا۔" سحر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے سر ہلادیا اور پھر تینوں باتوں میں ایسی مگن ہوئیں کہ وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ فاریہ کی اچانک ہی گھڑی پر نظر پڑی تو وہ چیخ مار کر کھڑی ہو گئی۔ ایک بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے اور ٹھیک ڈیڑھ بجے پوائنٹس چلنے لگتے تھے۔ وہ دونوں کزن تھیں اور قریب قریب رہنے کی وجہ سے ایک ہی پوائنٹ میں جاتی تھیں سو بڑی عجلت میں اسے خدا حافظ کر کے بھاگی تھیں اور وہ ہونق بنی انہیں جاتا دیکھتی رہی تھی۔

"اب میں کیا کروں' احمر تو اب تک نہیں آیا۔" ان کے جانے کے بعد وہ کھڑی ہو گئی۔ اکیلی بیٹھی

بے وقوف لگ رہی تھی اور یونہی بلا مقصد ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔ ٹھیک ڈیڑھ بجے تمام پوائنٹس روانہ ہو گئے تو یونیورسٹی میں بہت کم لوگ رہ گئے کیونکہ زیادہ تر کلاسیں ڈیڑھ بجے تک آف ہو جاتی تھیں اور ویسے بھی آج تو یونیورسٹی میں نئی کلاسز کا پہلا ہی دن تھا۔

وہ احمر کے انتظار میں وہیں ٹہلنے لگی تھی اور پھر اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ اسے سامنے سے آتا نظر آیا۔

"دیر تو نہیں ہوئی۔" اس نے قریب آ کر پوچھا۔

"نہیں کچھ خاص نہیں۔" اور پھر دونوں پارکنگ کی طرف چل دیئے جہاں ان کی گاڑی کھڑی تھی۔

"کیسا گزرا تمہارا دن؟" گاڑی ریورس کرتے ہوئے اس نے پوچھا تو وہ بولی۔ "ٹھیک ٹھاک۔"

"بور تو نہیں ہوئیں؟" اس نے پھر پوچھا۔

"نہیں۔"

"کس کے ساتھ تھیں اب تک؟"

"میری دو فرینڈز بن گئی تھیں، انہی کے ساتھ تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ گئی تھیں کیونکہ انہیں پوائنٹ سے جانا تھا ورنہ میں ملواتی تم سے۔"

"چلو پھر سہی۔" یونیورسٹی سے باہر آنے پر اس نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اسے یونیورسٹی آتے تقریباً ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور وہ بہت حد تک سیٹ ہو چکی تھی۔ احمر کا وہی روٹین تھا۔ پہلے اسے اس کے ڈیپارٹمنٹ چھوڑتا اور پھر اپنے ڈیپارٹمنٹ جاتا۔ سحر تقریباً روز ہی فاریہ اور نادیہ سے پہلے پہنچ جاتی تھی اور جب تک وہ دونوں آتیں احمر اسے چھوڑ کر جا چکا ہوتا سو ان دونوں کا اب تک احمر سے تعارف نہیں ہوا تھا۔

لیکن آج جب وہ احمر کے ساتھ اپنے ڈیپارٹمنٹ پہنچی تو خلاف توقع وہ دونوں وہاں موجود تھیں اور اسے ایک زبردست قسم کے بندے کے ساتھ آتے دیکھ کر ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں کیونکہ سحر کافی ریزرو رہتی تھی۔ لڑکے تو لڑکے اس کی فاریہ اور نادیہ کے علاوہ کلاس کی دوسری لڑکیوں سے سلام دعا تک نہیں تھی۔ سو ان دونوں کا حیران ہونا فطری تھا۔ ویسے تو سحر نے ان سے ذکر کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے کزن کے ساتھ آتی جاتی ہے جو کہ خود بھی یہیں پڑھتا ہے لیکن چونکہ ان کا اس سے تعارف نہیں ہوا تھا اور نہ ہی وہ اسے پہچانتی تھیں اس لئے اپنی آنکھوں اور چہرے پر سمٹ آنے والی بے تحاشا حیرت کو روک نہیں پائی تھیں۔

"ارے میری دوستیں آئی ہوئی ہیں۔ چلو میں تمہارا تعارف کرواؤں۔" سحر بھی انہیں دیکھ چکی تھی۔ احمر سے بولی تو وہ پلٹتے پلٹتے رک گیا۔

"خیریت تو ہے آج تم دونوں پہلے کیسے آ گئیں؟" اس نے ان کے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ہنس دیں اور پھر احمر کو دیکھ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگیں تو وہ بولی۔

"ان سے ملو یہ میرے کزن ہیں احمر۔" اس نے احمر کی طرف اشارہ کیا۔ "اور احمر یہ میری دوستیں ہیں فاریہ اور نادیہ۔" اس نے باری باری دونوں کی طرف اشارہ کیا۔ احمر نے انہیں دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ہیلو کہا تھا۔

"سنو یہ تمہارے وہی والے کزن ہیں جو تم پر بہت اعتبار کرتے ہیں۔" اس ایک ہفتے میں اس نے ان دونوں کو احمر کے بارے میں کافی کچھ بتا دیا تھا اور ان تمام باتوں میں صرف ایک بات تھی جو فاریہ سے ہضم نہیں ہوئی تھی۔

"میرے گھر والے اور میرا کزن سب مجھ پر بے حد اعتبار کرتے ہیں اسی لئے انہوں نے میرے نہ چاہنے کے باوجود مجھے یونیورسٹی میں ایڈمیشن دلوایا ہے حالانکہ میں نے بہت سی لڑکیوں کو دیکھا ہے جنہیں بے حد منت سماجت کے باوجود یونیورسٹی میں پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔"

"دیکھو سحر! جہاں تک گھر والوں کا تعلق ہے تو والدین کو تو اپنی اولاد پر اعتبار ہوتا ہی ہے لیکن تمہارا

یہ کہنا قطعی غلط ہے کہ تمہارا کزن تم پر بہت اعتبار کرتا ہے۔ ایک مرد ایک عورت پر کبھی اعتبار نہیں کرتا سحر! مرد کی نظر میں عورت ہمیشہ بے اعتبار ہی رہتی ہے چاہے وہ گھر کی چار دیواری میں بند ہی کیوں نہ ہو۔" فاریہ نے اس کی بات کے جواب میں کہا تھا۔

"لیکن میرا کزن مجھ پر واقعی بہت اعتبار کرتا ہے۔" اس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"مرد کا اعتبار عورت پر صرف اس وقت تک ہوتا ہے جب تک شک و شبہات اور غلط فہمیوں کی آندھیاں اس کے قریب نہیں آتیں۔ تم آج کسی لڑکے کے ساتھ پھرو۔ دیکھ لینا کل تمہارا کزن تمہیں یونیورسٹی آنے سے روک نہ دے تو کہنا۔"

"لیکن میں بلاوجہ ایسی حرکت کروں ہی کیوں؟" وہ اس کے بودے سے جواب پر چڑ گئی۔ "اگر وہ مجھ پر اعتبار کرتا ہے تو میرا بھی فرض ہے کہ میں اس کا اعتبار قائم رکھوں۔ اسے شک میں مبتلا ہونے سے بچاؤں بجائے اس کے کہ میں خود اسے موقع فراہم کر دوں کہ اس کا مجھ پر سے اعتبار ختم ہو جائے۔"

"اچھا بھئی! اب ختم کرو اس ٹاپک کو۔" وہ دونوں شاید یونہی بحث میں الجھی رہتیں تب نادیہ نے انہیں ٹوک دیا تھا اور آج اپنے سامنے احمر کو پا کر جب فاریہ نے سحر سے پوچھا تو اسے بے اختیار ہی اس دن کی باتیں یاد آ گئیں جنہیں وہ قطعاً بھول چکی تھی۔

"ہاں یہ وہی ہیں۔" سحر نے جگمگاتی آنکھوں سے احمر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تب اچانک وہ اس سے مخاطب ہو گئی۔

"کتنا اعتبار کرتے ہیں آپ اس پر؟" اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے فاریہ نے پوچھا تو وہ بے خود سا ہو کر بولا۔

"اپنے آپ سے بھی زیادہ۔" سحر کے چہرے کی چمک یک دم ہی بہت بڑھ گئی تھی احمر کی بات پر۔

"پھر کیا خیال ہے آزما لیا جائے آپ کو؟" وہ سنجیدہ تھی۔ سحر نے احمر پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جو کہ اپنی بات کے جواب کے لئے احمر کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"بے شک۔" اس نے خوش دلی سے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سحر سے بولا۔

"او کے سحر! اب میں چلوں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" سحر نے مسکراتے ہوئے اسے ہاتھ ہلا دیا۔ وہ چلا گیا تو سحر تو کچھ نہیں بولی البتہ نادیہ نے فاریہ کو ضرور ٹوکا تھا۔

"کیا ضرورت تھی تمہیں بلاوجہ اس سے فضول بات کرنے کی۔"

"میں دیکھوں گی کہ وہ اس پر کتنا اعتبار کرتا ہے۔" فاریہ کا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ نادیہ نے دہل کر اسے دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی فاریہ کلاس میں داخل ہو گئی۔ نادیہ کو بھی چاروناچار اس کے پیچھے جانا پڑا۔ سحر پہلے ہی کلاس میں داخل ہو چکی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"فاریہ!" اس دن وہ تینوں لان میں بیٹھی نوٹس بنا رہی تھیں کہ اچانک سحر کو کچھ خیال آیا اور وہ فاریہ کو پکار کر پوچھنے لگی۔

"تمہارے پیرنٹس تمہیں کیوں اجازت نہیں دے رہے تھے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کی؟" یہ وہ بات تھی کہ جب فاریہ نے پہلے دن ذکر کیا تھا تو وہ اسی وقت پوچھ لینا چاہتی تھی لیکن چونکہ اس وقت دوستی نئی نئی تھی سو سحر نے مناسب نہ سمجھا لیکن اب اسے یہ پوچھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ اب ان کی دوستی کافی پکی ہو چکی تھی اور اب اسے اس کی ناراضگی کا کوئی ڈر نہ تھا۔

"میرے پیرنٹس نے منع نہیں کیا تھا بلکہ میرا کزن نہیں چاہتا تھا کہ میں یونیورسٹی میں ایڈمیشن لوں۔" فاریہ نے جواب دیا۔

"ایسا کون سا کزن ہے تمہارا جس کا تمہاری زندگی پر اتنا ہولڈ ہے۔" سحر نے حیرت سے پوچھا تو فاریہ کے جواب دینے سے پہلے نادیہ بول پڑی۔

"وہی موصوف ہیں جن سے یہ انگیج ہیں۔" اور

سحر کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"لیکن کیوں؟"

"کیونکہ وہ مجھ پر اعتبار نہیں کرتا۔" فاریہ نے بڑے آرام سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور سحر کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے پناہ تعجب ابھرا تھا اور اسی حیرت زدہ سے لہجے میں وہ فاریہ سے بولی۔

"کیا یہ اس نے تم سے خود کہا ہے؟"

"ہاں اور ایک بار نہیں بار بار کہا ہے۔" اس کا لہجہ ہنوز لاپروا تھا۔

"پھر بھی تم نے اس سے منگنی کرلی؟"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"وہ اس لئے کہ آج کل کے دور میں کوئی بھی کسی پر بھی اعتبار نہیں کرتا چاہے وہ زبان سے کہے یا نہ کہے۔" سحر کو لگا جیسے وہ اس پر طنز کررہی ہو۔ جبھی بولی۔

"نہیں یہ غلط ہے۔" اس نے سختی سے فاریہ کی بات رد کردی۔ "میرا کزن ایسا نہیں ہے۔ تم نے سنا نہیں تھا اس دن اس نے کیا کہا تھا۔ وہ مجھ پر خود سے زیادہ اعتبار کرتا ہے۔"

"کہنے سے کیا ہوتا ہے۔" فاریہ نے اس دن کی طرح ایک بار پھر اس کی بات رد کردی۔ "کہنے کو تو بندہ کچھ بھی کہہ دے۔ بات تو جب ہے ناں جب وہ اپنے کہے پر عمل بھی کرے اور مردوں کی ڈکشنری میں عمل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ بات کو صرف منہ سے نکالنا جانتے ہیں اس پر عمل کرنا نہیں جانتے اور مت بھولو کہ تمہارا کزن بھی ایک مرد ہے۔" اس نے سحر کو پتا نہیں کیا جتانا چاہا تھا جس کے جواب میں اس نے صرف اتنا کہا تھا۔

"لیکن سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔"

"اور تمہیں یہ خوش فہمی ہے کہ تمہارا کزن سب مردوں سے الگ ہے۔ ہے ناں۔" اب کے اس نے سحر کا مذاق اڑایا تھا جسے محسوس کرکے سحر نے بے انتہا مضبوط لہجے میں کہا۔

"خوش فہمی نہیں یقین ہے اور یہ یقین مجھے احمر کی محبت نے، اس کے اعتبار نے دیا ہے۔" اس کے چہرے پر ہلکی سی سرخی چھائی تھی۔ ان ڈائریکٹلی فاریہ نے احمر کا مذاق اڑایا تھا جو کہ وہ کبھی بھی برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

"اور مجھے اپنے قابل اعتبار ہونے پر فخر ہے۔ ویسے بھی اعتبار کرنا اور قابل اعتبار ہونا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی اور جو لوگ جانتے ہی نہیں کہ اعتبار کرنا کسے کہتے ہیں یا قابل اعتبار کیسے بنتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں جیسی کہ اس وقت تم کررہی ہو۔" سحر کا ضبط جواب دے گیا تھا اس کی بات سن کر اور اس نے بے انتہا کھلے لفظوں میں فاریہ پر طنز کیا تھا۔ فاریہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی احمر آگیا اور وہ بغیر کچھ کہے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ احمر نے فاریہ کے تنے ہوئے چہرے کو اور پھر سحر کے سرخ سرخ چہرے کو بڑی غور سے دیکھا تھا اور پھر گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ اس سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکا کہ کیا ہوا ہے کیونکہ سحر کے چہرے پر موجود غصے کے تاثرات بہت دیر بعد بھی کم نہیں ہوئے تھے۔

"پتا نہیں مجھے یہ بات اسے بتانی چاہئے کہ نہیں۔" سحر نے کچھ سوچتے ہوئے احمر کو دیکھا تو وہ اور غور سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر نرمی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

"کیا بات ہے سحر! تم بہت پریشان لگ رہی ہو؟"

"مردوں کی ڈکشنری میں عمل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ بات کو صرف منہ سے نکالنا جانتے ہیں اس پر عمل کرنا نہیں جانتے اور مت بھولو کہ تمہارا کزن بھی ایک مرد ہے۔" اس کے ذہن میں فاریہ کی کہی ہوئی بات گونجی تو وہ بے انتہا الجھ کر دوبارہ اسے دیکھنے لگی۔ بولی اب بھی کچھ نہیں اور احمر کو یقین ہوگیا کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے اس کے ساتھ جسے وہ پتا نہیں بتانا نہیں چاہ رہی یا بتانا چاہتی ہے اور بتا نہیں پارہی۔ یہ بات وہ سمجھ نہیں سکا تھا۔ سحر اس سے کبھی کوئی بات نہیں چھپاتی وہ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا

جبھی مزید اس سے کچھ پوچھے بغیر اس کے ہاتھ پر سے اپنا ہاتھ ہٹا کر گاڑی اسٹارٹ کرکے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔

"میں نے امی سے کہہ دیا ہے کہ ہمارا کھانا نہ بنائیں کیونکہ ہم کھا کر آئیں گے اور جانتی ہو اس وقت ہم کہاں جارہے ہیں؟" ایک نظر اس پر ڈال کر دوبارہ ونڈ اسکرین پر نظریں جماتے ہوئے اس نے پوچھا تو سحر نے ہلکے سے اپنے سر کو جھٹکا اور پھر اپنی فائل کو ڈیش بورڈ پر رکھتے ہوئے قدرے آڑی ہوئی اور اس کی طرف رخ کرکے بیٹھ گئی۔ احمر نے بہت غور سے اس کے چہرے کے تاثرات کو ہلکا پھلکا ہوتے دیکھا اور جانے کیا سوچ کر زیر لب مسکرا دیا۔

"نہیں تم بتاؤ کہاں جارہے ہیں؟"

"پزاہٹ!"

"نہیں، کیا واقعی!" سحر کی چیخ نکل گئی کیونکہ وہ اس سے بہت دنوں سے ضد کررہی تھی کہ اسے پزاہٹ سے پزا کھانا ہے اور وہ لے کر نہیں جارہا تھا کہ میرا والٹ خالی ہوگیا ہے اور آج اس اچانک پروگرام پر وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

پزاہٹ پر گاڑی روکتے ہوئے اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔ اس نے ایک نظر پزاہٹ پر ڈالی اور پھر مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"اعتبار کرنا اور قابل اعتبار ہونا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔" الفاظ تھے یا انگارے تھے۔ فاریہ کو اپنا پورا وجود آگ میں جلتا محسوس ہورہا تھا۔ جب سے وہ یونیورسٹی سے آئی تھی اس کے اندر آگ لگی ہوئی تھی۔ سحر نے صاف لفظوں میں اس کا مذاق اڑایا تھا اور اس کے ساتھ یہ زندگی میں پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ کسی نے اس کا مذاق اڑایا ہو۔

"تمہیں اپنے الفاظ بہت مہنگے پڑیں گے سحر، بہت مہنگے۔" ہونٹ بھینچ کر اس نے سوچا۔

"بہت فخر ہے ناں تمہیں اپنے قابل اعتبار ہونے پر۔ تمہاری ذات کا یہ فخر میں نے خاک میں نہ ملا دیا تو کہنا۔" فاریہ نے سفاکی سے سوچا۔

"اب تم دیکھنا میں کیا کرتی ہوں۔ اگر میرا منگیتر مجھ پر اعتبار نہیں کرتا تو تمہارا بھی تم پر اعتبار نہیں کرے گا۔ اگر میں اپنی منگیتر کی نظر میں قابل اعتبار نہیں ہوں تو میں تمہیں بھی اس قابل نہیں چھوڑوں گی، سحر! تم دیکھنا۔" فاریہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

سحر نے انجانے میں فاریہ کے اندر پروان چڑھتے ہوئے حسد کو ہوا دے دی تھی اور یہ اس کا حسد ہی تو تھا کہ جس کی وجہ سے وہ سحر کو یہ جتانے کی کوشش کررہی تھی کہ کوئی مرد کبھی کسی عورت پر اعتبار نہیں کرتا لیکن وہ اپنی اس کوشش میں بری طرح ناکام ہوگئی تھی کیونکہ سحر نے اس کی بات کو سختی سے رد کردیا تھا اور اب اسے اپنی بات کو سچ کرکے دکھانا تھا۔ چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کرنا پڑتا۔ وہ سب کچھ کرنے پر تیار تھی۔ کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے تھی کہ جو اگر خود کوئی چیز حاصل نہیں کرپاتے تو دوسروں کو بھی اس کی پہنچ سے دور کردیتے ہیں اور ایسے لوگ دوسروں کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ سحر کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔ ورنہ وہ معصوم لڑکی کبھی اس سے دوستی نہ کرتی۔

♥ ♡ ♡ ♥

ادھر سحر فاریہ کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہورہی تھی گھر آکر اسے احساس ہوا تھا کہ انجانے میں اس نے بہت بڑی بات کہہ دی تھی۔ وہ اسے ہرٹ کرنا نہیں چاہتی تھی وہ تو صرف اسے سمجھانا چاہتی تھی کہ جو شخص شادی سے پہلے اس پر اعتبار نہیں کرتا وہ شادی کے بعد کیا کرے گا اس لئے اسے شادی سے انکار کردینا چاہئے لیکن فاریہ نے اس کی بات کو کچھ اس انداز سے لیا کہ وہ اپنا موقف بیان ہی نہیں کرپائی اور اس سے پہلے کہ وہ اسے اپنی بات کا مطلب سمجھاتی فاریہ نے احمر کا مذاق اڑا ڈالا جو اسے کسی طور گوارا نہیں تھا اور پھر بات غصے میں کہاں کی کہاں نکل گئی تھی لیکن اب اسے اپنے الفاظ کی تلخی کا شدت سے احساس ہورہا تھا۔ وہ خود کو مجرم سمجھ رہی تھی۔

"مجھے اسے ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔" ایک ہی خیال تھا جو بار بار اس کے ذہن میں آرہا تھا اور وہ اپنے ضمیر سے زیادہ دیر تک لڑ نہیں پائی تھی اور پھر کچھ سوچ کر فون کی طرف بڑھ گئی تھی کیونکہ آج ہفتہ تھا اور وہ پیر تک اپنے اندر ہوتی جنگ کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"تم؟" فاریہ اس کی آواز سن کر بری طرح چونکی۔ غالباً" اسے توقع نہیں تھی کہ اس تلخ کلامی کے بعد وہ اسے فون کر سکتی ہے۔

"فاریہ! مجھے تم سے سوری کرنا تھا۔ آج غصے میں' میں نے جانے کیا کیا کہہ دیا میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا لیکن تمہیں میری جو بھی بات بری لگی ہے اس کے لئے آئے ایم ویری ویری سوری۔ اینڈ آئے مین اٹ۔" اس نے کسی قسم کی کوئی تمہید باندھے بغیر بات شروع کردی تھی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ شرمندگی تھی۔ فاریہ کچھ دیر تک چپ رہی تھی پھر اس نے کہا تھا۔

"کم آن یار۔ یہ دوستوں میں سوری اور تھینک یو کیا ہوتا ہے۔ جو بات ہوئی تھی اسی وقت ختم ہوگئی تھی اور دوسری بات یہ کہ مجھے تمہاری کوئی بات بری نہیں لگی تھی۔"

"واقعی! تم سچ کہہ رہی ہو؟" سحر کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔" فاریہ نے بڑے اطمینان سے کہا اور اس اطمینان کے پیچھے جو طوفان چھپا تھا اسے اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

"تھینکس گاڈ۔ میں کب سے پریشان ہو رہی تھی۔" سحر کا لہجہ ہلکا پھلکا ہوگیا۔ "تم بہت اچھی ہو فاریہ۔ آئے ریئلی لو یو۔" چند لمحوں بعد سحر نے کہا۔ اپنائیت سے بھرپور اور پرخلوص لہجہ تھا۔

"آئے لو یو ٹو سحر۔" فاریہ نے اس کی بات کے جواب میں بڑے آرام سے جھوٹ بولا۔ اور پھر فون بند کردیا۔

"اتنی اچھی دوست ہے میری۔ میں نے خواہ مخواہ ہی اسے پتہ نہیں کیا کیا کہہ دیا۔ خیر آئندہ خیال رکھوں گی۔" فون رکھ کر سحر نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

اور یہ تو حقیقت ہے کہ جو لوگ خود اچھے ہوتے ہیں وہ دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھتے ہیں کہ آئینے میں انسان کو ہمیشہ اپنا ہی عکس نظر آتا ہے۔ سحر بھی ان ہی لوگوں میں سے تھی۔ جبھی وہ فاریہ کی خوش اخلاقی میں ڈوبے لفظوں کے پیچھے چھپی بے تحاشا آگ کو محسوس نہیں کرپائی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

احمر کی کلاسز آج کافی جلدی ہوگئی تھیں سو وہ اپنے فرینڈز کو خدا حافظ کہہ کے سحر کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل دیا۔ بارہ بج چکے تھے اور سحر نے اسے صبح بتایا تھا کہ وہ آج گیارہ بجے تک فارغ ہوجائے گی۔

"چلو اچھا ہے آج ذرا جلدی گھر چلے جائیں گے۔" اس نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے سوچا۔ ویسے بھی آج وہ کچھ زیادہ ہی تھکن محسوس کر رہا تھا۔

اس کے ڈیپارٹمنٹ پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے گارڈن میں بیٹھی فاریہ نظر آگئی۔ وہ اکیلی تھی۔ اس کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا۔ چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس کے پاس چلا آیا۔

"ایکسکیوز می!" شائستہ سی آواز پر فاریہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ بلیک جینز اور رائل بلیو ٹی شرٹ میں ہاتھ میں فائل پکڑے وہ ہمیشہ کی طرح شاندار لگ رہا تھا۔

"ارے احمر آپ! کہئے کیسے ہیں؟" فاریہ نے خوش دلی سے پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ آپ سنائیں۔"

"ابھی تک تو ہم بھی ٹھیک ہیں۔"

"اچھا ابھی تک!" وہ پھر مسکرا دیا پھر بولا۔ "سحر کہاں ہیں؟"

اور فاریہ کے ذہن نے بہت اچانک ہی بہت دور تک سوچ لیا۔

"وہ ثاقب کے ساتھ کیفے ٹیریا گئی ہے۔" بہت گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے فاریہ نے کہا تھا۔

غالباً" وہ اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرنا چاہ رہی تھی۔

"اچھا!" وہ ایک لمحے کے لئے سوچ میں پڑ گیا کہ آیا یہیں انتظار کرے یا اپنے ڈیپارٹمنٹ چلا جائے اور فاریہ نے اس کی سوچ کو کچھ اور ہی رنگ دے دیا۔ جبھی بہت چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"آپ کو برا لگا؟" احمر نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر تعجب سے پوچھنے لگا۔

"اس میں برا لگنے والی کیا بات ہے؟ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ....." وہ کہتے کہتے اچانک چپ ہوگیا۔ "اسے بتانے کا کیا فائدہ۔" اس نے سوچا اور پھر بولا۔ "خیر چھوڑیں۔ سحر آئے تو اس سے کہئے گا کہ میں اپنے ڈیپارٹمنٹ میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"اوکے!" فاریہ کا انداز روکھا ہوگیا اس کے یکدم بات گول کردینے پر اور وہ پلٹ کر لمبے لمبے قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔

"ہونہہ اعتبار۔" فاریہ نے اس کی پشت پر نظر جما کر نخوت بھرے انداز میں سر جھٹکا۔

"میں دیکھوں گی کہ تم اس پر کتنا اعتبار کرتے ہو احمر حسن۔" احمر کے انداز نے اسے مزید سلگا دیا تھا۔ اس کے اندر جلتی حسد کی آگ اور بڑھ گئی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر رخ موڑا تو اسے سامنے سے نادیہ کے ساتھ آتی ہنستی مسکراتی سحر نظر آگئی۔ ہمیشہ کی طرح فریش اور خوبصورت۔ فاریہ نے نفرت سے اسے دیکھا۔ پتہ نہیں اسے ایک دم سحر سے اتنی نفرت کیوں ہوگئی تھی۔

"مجھے اب تک ہنسی آرہی ہے سحری۔ اس بے چارے کا منہ کیسے کھل گیا تھا۔" وہ دونوں کسی بات پر بے تحاشا ہنس رہی تھیں۔

"منہ تو اس کا کھلنا ہی تھا۔ تم نے کہا بھی تو کیا تھا۔" سحر نے فاریہ کے برابر بیٹھتے ہوئے کوک کی بوتل اسے پکڑائی اور نادیہ سے بولی اور پھر ایک دم ہی فاریہ سے مخاطب ہوگئی جو ان دونوں کی گفتگو سے بے نیاز اپنا اگلا پلان تیار کر رہی تھی۔ سحر کے مخاطب کرنے پر وہ سر جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"پتا ہے فاریہ۔' نادیہ کاؤنٹر پر پہنچ کر اتنی جذباتی ہوگئی تھی کہ ان سے کہہ رہی ہے کہ چار کوکے اور تین سموس دے دیں۔" سحر اپنی بات ختم کرکے ایک بار پھر بے تحاشا ہنسی تھی۔

"کوکے اور سموس کیا ہوتا ہے؟" فاریہ کو اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"بھئی کوک اور سموسے کو اس نے جلدی میں کوکے اور سموس کہہ دیا تھا۔ وہ بے چارہ ہونق ہوگیا۔ کچھ دیر تک وہ اس کا منہ دیکھتا رہا پھر اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں نادیہ سے کہا کہ ہمارے یہاں یہ دونوں چیزیں اب تک بننا شروع نہیں ہوئیں۔ آپ کسی اور کیفے ٹیریا سے لاکر دکھادیں ہمیں یہ دونوں چیزیں۔ انشاءاللہ ہم بھی بنانے لگیں گے۔"

سحر نے وضاحت کی تو فاریہ کا ہنستے ہنستے پیٹ میں درد ہوگیا۔ خود وہ دونوں بھی بے تحاشا ہنس رہی تھیں۔ اصل میں ان کے ڈیپارٹمنٹ کے کیفے ٹیریا میں ایک نیا لڑکا ابھی کچھ دن پہلے ہی آیا تھا۔ کچھ کچھ بے وقوف سا تھا اور لڑکے اور لڑکیوں نے اس کا ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ اسی لئے وہ ہر وقت بوکھلایا ہوا رہتا تھا۔ کوئی کہتا کچھ اور وہ سنتا کچھ تھا۔ شاید اسی لئے اگر اس وقت وہاں اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ نادیہ کے منہ سے نکلے ہوئے جلدی کے الفاظ کو سمجھ لیتا لیکن وہ نہیں سمجھ پایا اور پھر اپنی بات کے جواب میں اس نے بے تحاشا قہقہے سنے تھے۔ وہ بری طرح شرمندہ ہوگیا تھا اور بہت خاموشی سے کیفے ٹیریا میں بنے کچن میں چلا گیا تھا اور پھر بہت دیر تک واپس نہیں آیا تھا حتیٰ کہ یہ دونوں اپنی چیزیں لے کر واپس بھی آگئی تھیں۔

"ایک تو مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہر وقت اتنا بوکھلایا ہوا کیوں رہتا ہے؟" ان کی ہنسی تھمی تو سحر نے کوک کا سپ لیتے ہوئے کہا۔ اب موضوع گفتگو اسی کی ذات تھی۔

"سیدھی سی بات ہے سب اس بے چارے کو اتنا تنگ کرتے ہیں بوکھلانا تو اسے ہے ہی۔" فاریہ نے

قدرے سنجیدگی سے کہا۔

"خیر چھوڑو ہمیں کیا۔" نادیہ نے بات بدل دی اور وہ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

احمر بہت دیر تک اس کے آنے کا انتظار کرنے کے بعد ایک بار پھر اس کے ڈیپارٹمنٹ آگیا۔ انتظار کر کر کے اس کے سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔ وہ تینوں بہت زور و شور سے باتوں میں مصروف تھیں۔ اس کا غصے میں آنا قدرتی تھا۔

"میں اتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں تم آئی کیوں نہیں؟" ان کے قریب آکر اس نے قدرے غصے اور ناراضگی سے صرف سحر کو دیکھتے ہوئے کہا تو حیرانی سے اس کے اکھڑے اکھڑے رویے کو دیکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

"لیکن تم نے تو کہیں آنے کا نہیں کہا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ تم خود آکر مجھے پک کر لو گے۔" سحر نے اس کی صبح والی بات دہرائی تو اس کی نظریں بے اختیار فاریہ پر گئی تھیں اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا وہ بول پڑی۔

"سوری سحر! میں تمہیں بتانا بھول گئی تھی۔ یہ ابھی کچھ دیر پہلے آکر گئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ تم جیسے ہی آؤ میں تمہیں ان کے ڈیپارٹمنٹ بھیج دوں۔" اس نے شرمندگی سے کہا تو احمر بولا۔

"کچھ دیر پہلے نہیں محترمہ۔ پورے پون گھنٹے پہلے آیا تھا میں۔" اس کے لہجے میں محسوس کیا جانے والا غصہ تھا۔

"سوری!" فاریہ نے سر جھکا لیا۔ گو کہ اس نے جان بوجھ کر سحر کو احمر کے آنے کا نہیں بتایا تھا لیکن اس وقت تو اسے یہی ظاہر کرنا تھا کہ وہ شرمندہ ہے۔ ادھر سحر الگ پریشان پریشان سی کھڑی تھی۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس کی طرف سے بولے۔ احمر غصے میں تھا اور فاریہ شرمندہ تھی اور ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ کیا کرے کہ احمر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اب چلو یا ابھی بھی رکنا ہے۔"

"نہیں چلو۔" اس نے فوراً جھک کر اپنی چیزیں اٹھائیں اور ان دونوں کو خدا حافظ کرتی ہوئی احمر کے پیچھے چلی آئی۔

"احمر تمہیں اتنا غصہ کیوں آرہا ہے؟" اس کے تیز قدموں کے مقابلے میں تقریباً اس کے ساتھ بھاگتے ہوئے اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تو احمر نے پلٹ کر ایک کڑی نظر اس پر ڈالی پھر بولا۔

"پون گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد بھی مجھے غصہ نہیں آنا چاہئے تھا؟"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس نے جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کیا۔ وہ کہہ تو رہی تھی کہ وہ بھول گئی تھی اور ....." وہ اس کی نظروں سے خائف ہوتی جلدی جلدی فاریہ کی صفائی دینے لگی تھی کہ احمر نے اسے ڈپٹ کر چپ کروا دیا۔

"اچھا بس کرو، مجھے کچھ نہیں سننا۔ میرے سر میں سخت درد ہو رہا ہے۔" اس کے لہجے پر سحر نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر چپ ہو گئی اور پھر جب آدھا راستہ گزر جانے کے باوجود کچھ نہیں بولی تو احمر کو احساس ہوا کہ یہ اتنا بولنے والی لڑکی ایک دم چپ کیوں ہو گئی اور پھر اچانک ہی اس نے گاڑی کا رخ آئس کریم پارلر کی طرف موڑ لیا تو سحر کا موڈ خود بخود ٹھیک ہو گیا اور احمر کو کچھ اور کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔

♥ ♡ ♡ ♥

رم جھم برستی بارش اسے بے چین کئے دے رہی تھی لیکن احمر کی موجودگی کے باعث وہ خود پر بہت ضبط کر کے صرف گلاس ڈور سے اس کا نظارا دیکھنے پر اکتفا کئے ہوئے تھی۔

جاتی سردیوں کا سرد ترین دن تھا جب اچانک بغیر کسی آثار کے بارش شروع ہو گئی تھی۔ وہ تو شکر تھا کہ اس دن سنڈے تھا ورنہ اس وقت وہ لوگ یونیورسٹی میں بھیگ رہے ہوتے۔

"اف کاش آج سنڈے نہ ہوتا۔ کم از کم یونیورسٹی میں میں آرام سے بھیگ تو لیتی۔" اس کا ضبط جواب دے رہا تھا۔ اس نے قدرے بے چارگی سے احمر کو دیکھا جو اس پر پہرہ بٹھائے خود کافی مگن انداز میں تایا ابو یعنی اپنے والد سے باتوں میں مصروف تھا۔ پھر اس نے دونوں خواتین کو دیکھا جو سر جوڑے دنیا جہاں کی باتوں میں مگن تھیں۔ کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس نے چپکے سے کھسکنا چاہا تھا۔

"سحر!" اس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ احمر کی آواز پر بوکھلا کر پلٹی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"وہ میں اپنے کمرے میں۔" وہ منمنائی۔

"نہیں ابھی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹھو ادھر۔" اس کی چالاکی کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کمرے میں جانے کے بہانے وہ ٹیرس پہ جانا چاہ رہی تھی۔

"مجھے کام کرنا ہے۔" اس نے بے حد بے چارگی سے اسے دیکھا۔ اپنی طرف سے تو اس نے پوری احتیاط کی تھی اٹھنے میں لیکن پھر بھی اس کی تیز نظروں سے بچ کر جانے میں ناکام ہو گئی تو اسے رونا آگیا۔ اس کا دل بے تاب ہو رہا تھا ٹیرس پہ جانے کو اور احمر تھا کہ کسی طرح اسے جانے نہیں دے رہا تھا۔

"کوئی کام وام نہیں کرنا۔ چلو بیٹھو ادھر۔" احمر نے کچھ سختی سے کہا۔

"میں بس پانچ منٹ میں۔" اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا۔ اس نے قریب آکر بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لا کر اپنے ساتھ والے کشن پر بٹھا لیا۔ اس نے بے چارگی سے تایا ابو کو دیکھا تو وہ کندھے اچکا کر مسکرا دیئے۔

"کیا مصیبت ہے خود تو جا نہیں رہا مجھے بھی نہیں جانے دے رہا۔" اب کے اس نے غصے سے احمر کو گھورا جو کہ اسے بٹھا کر خود دوبارہ سے باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ سحر نے ایک بار پھر حسرت و یاس سے برستی بارش کو دیکھا جس میں کافی تیزی آگئی تھی۔

"مجھے کچھ کرنا چاہئے کہ میں ٹیرس میں جا سکوں۔" ابھی وہ طریقہ سوچ ہی رہی تھی کہ فون کی بیل بجنے لگی۔

"ہیلو!" سحر نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"جی پاپا۔ ہاں ہے۔ یہیں بیٹھا ہے۔"

"احمر!" اس نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔

"پاپا کا فون ہے بلا رہے ہیں تمہیں۔" اس نے کہا اور اس کے آنے پر ریسیور اسے تھما دیا اور خود تایا ابو کے پاس جا بیٹھی۔

"تایا ابو آپ کہیں ناں احمر سے کہ مجھے جانے دے۔ صرف تھوڑی دیر کے لئے۔ میں بس پانچ منٹ میں آجاؤں گی۔ پلیز تایا ابو۔" اس نے موقع پاتے ہی منت بھرے انداز میں تایا ابو کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹا! اتنی سخت سردی ہے اس میں نہانا ٹھیک نہیں ہے۔ بیمار پڑ جاؤ گی۔" انہوں نے اس کے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ سے دباتے ہوئے سمجھانا چاہا تو وہ بچوں کی طرح مچل گئی۔

"نہیں ناں تایا ابو۔ کچھ نہیں ہو گا بس پانچ منٹ پلیز۔" اور اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتے احمر آگیا۔

"ابو چاچو کی گاڑی خراب ہو گئی ہے انہوں نے بلایا ہے۔" تایا ابو کے سوالیہ نظروں سے دیکھنے پر اس نے بتایا۔

"اچھا! کہاں ہے وہ اس وقت؟"

"انکل شہریار انکل کے گھر ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ انکل شہریار کی بھی گاڑی خراب ہے ورنہ وہی چھوڑ دیتے انہیں۔"

"اچھا تو چلو جاؤ پھر جلدی سے اور ہاں موسم خراب ہے وہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اسے لے آؤ۔ پتا نہیں کیا خبط سوار ہوا تھا اسے جو اتنے خراب موسم میں چلا گیا۔ بچے بڑے ہو گئے لیکن اس کا بچپنا نہیں گیا ابھی۔" وہ اس سے کہتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگے۔

"اچھا۔" احمر نے انہیں جواب دے کر سحر کو دیکھا جس کا چہرہ اس کے جانے کی خوشی میں کھل اٹھا تھا۔ وہ جاتے جاتے رک گیا اور پھر اسے مخاطب کر کے تنبیہہ والے انداز میں بولا۔

"تم بارش میں نہیں نہاؤ گی، سمجھیں!"

"نہیں بالکل نہیں احمر۔ تم نے منع کر دیا ہے تو اب میں کیسے جا سکتی ہوں۔" انتہائی سعادت مندی سے اس نے کہا تو تایا ابو کو ہنسی آ گئی اور پھر اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے احمر سے بولے۔

"اب جا چکو بیٹا! وہ انتظار کر رہا ہوگا۔"

"جی ابو بس جا رہا ہوں۔" جیکٹ پہنتے ہوئے اس نے ٹیبل پر سے چابی اٹھائی۔ سحر نے اسے دروازے تک چھوڑا تو وہ اسے ایک بار پھر تنبیہہ کرنا نہ بھولا۔ اس نے ایک بار پھر بڑی سعادت مندی سے سر ہلا دیا تھا اور پھر جیسے ہی اس کی گاڑی پورچ سے نکلی سحر نے اوپر کی طرف دوڑ لگا دی۔

"سحر کہاں جا رہی ہو۔ احمر نے منع کیا تھا ناں۔"

"بس ابھی آئی تایا ابو۔" سیڑھیوں پر اندھا دھند بھاگتے اس نے بغیر رکے جواب دیا تھا۔ احمر کے کمرے میں آ کر اس نے اس کی جیکٹ پہنی اور ٹیرس میں آ گئی۔

"اف!" سرد ہوا کا ایک بے انتہا سرد جھونکا اپنے ساتھ بے تحاشا پانی لئے اس سے ٹکرایا تو اسے جھرجھری آ گئی۔ اس نے جیکٹ کے دونوں کونوں کو پکڑ کر ایک دوسرے کے قریب کر لیا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ریلنگ تک آ گئی۔ بارش میں کچھ اور تیزی آ گئی تھی۔ چند لمحوں میں ہی وہ مکمل طور پر بھیگ چکی تھی۔ جیکٹ پہننے کے باوجود اسے سردی لگ رہی تھی۔ لیکن ساتھ ساتھ اسے مزہ بھی آ رہا تھا جس کی وجہ سے وہ وہاں سے ہٹنے کو تیار نہ تھی۔

"واؤ مزہ آ گیا۔" بجلی کے چمکنے سے بارش مزید تیز ہو گئی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اپنا چہرہ اوپر کی طرف کر لیا۔ بارش کے موٹے موٹے قطرے براہ راست اس کے چہرے پر پڑ رہے تھے اور اسے بے حد مزہ آ رہا تھا اور تیزی سے منہ پر گرتے ہوئے پانی کو محسوس کرنے میں وہ اس قدر مگن ہو گئی کہ نہ اسے گیٹ کھلنے کی زوردار آواز آئی نہ گاڑی کا ہارن سنائی دیا اور نہ ہی گاڑی کے دروازے بند ہونے کی آواز آئی اور پھر چند لمحوں بعد چہرہ نیچے کر کے اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ احمر کی گاڑی پورچ میں کھڑی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر تیزی سے پلٹی اور پھر جیسے ساکت رہ گئی تھی۔ احمر آڑ میں کھڑا بڑی خشمگیں نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا کرے تو وہ اپنی جگہ پر ہی نظریں جھکا کھڑی رہ گئی کہ اس وقت اس کے غصے کو فیس کرنا اس کے لئے قطعی مشکل تھا۔

"یا اللہ بچالے!" اس کے دل سے بے اختیار نکلا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے احمر کی سخت آواز سنی۔

"اب آ جاؤ، یا جم گئی ہو وہاں۔" وہ بے انتہا غصے میں تھا۔ سحر کی جان ہوا ہو گئی۔ خوف سے اسے سردی زیادہ لگنے لگی تھی۔ وہ لرزتے قدموں سے اس کے قریب چلی آئی۔ سرد ہواؤں نے اس کا چہرہ سفید کر دیا تھا جس پر سے پانی کے قطرے اب تک ٹپک رہے تھے۔

"منع کیا تھا ناں میں نے۔" احمر نے دانت کچکچا کر اس کے سفید پڑتے چہرے اور لرزتے ہونٹوں کو دیکھ کر کہا تو وہ کچھ شرمندہ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"وہ میں بس....." اس کی بات ادھوری تھی کہ ایک تیز جھونکا اس سے ٹکرایا۔ اسے بے اختیار جھرجھری آ گئی۔

"چلو نیچے۔" اسے سردی سے کانپتے دیکھ کر احمر نے پوچھ گچھ کا سلسلہ ترک کر کے اس کا ہاتھ پکڑا اس ڈر سے کہ کہیں سنگ مرمر کی سیڑھیوں پر اس کے گیلے پیر پھسل نہ جائیں۔

"چینج کرو فٹافٹ اور بال سکھاؤ فوراً۔" اسے اس کے کمرے میں چھوڑتے ہوئے اس نے کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی اور کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر کے اس نے سکون کا سانس لیا کہ زیادہ ڈانٹ نہیں کھانی پڑی۔

"اف سحر کی بچی! کیا ضرورت تھی تمہیں بارش میں اتنا مگن ہونے کی کہ تمہیں احمر کی گاڑی بھی نظر نہ آئی۔" جیکٹ اتارتے ہوئے اس نے خود کو کوسا۔ "پورا کر لیا ناں اپنا شوق اب تیار ہو جاؤ اس کی ڈانٹ سننے۔" اف اسے ایک بار پھر سخت قسم کی جھرجھری آئی تھی اور وہ اپنی سوچ کا سلسلہ منقطع کر کے کپڑے لے کر جلدی سے واش روم میں گھس گئی کہ اب سردی ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی اس کے لئے۔

اور چینج کر کے وہ باہر نکلنے ہی والی تھی کہ اس کے سر میں شدید قسم کا درد اٹھا تھا اور اگلے ہی لمحے اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا اور سنبھلتے سنبھلتے بھی وہ بری طرح لڑکھڑا گئی۔ اگر کمرے میں داخل ہوتا احمر پھرتی سے آگے بڑھ کر اسے تھام نہ لیتا تو یقیناً وہ منہ کے بل نیچے گرتی۔

"سحر!" دونوں بازوؤں کی گرفت میں لیتے ہوئے اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر اس نے بری طرح گھبرا کر پکارا اور وہ جواب دیئے بغیر اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔

اور پھر وہی ہوا جس کا احمر کو ڈر تھا۔ چار دن تک وہ شدید بخار میں مبتلا رہی اور جب بخار زیادہ تیز ہوتا تو سر میں بھی درد شروع ہو جاتا اور وہ رونا شروع کر دیتی تھی کہ اس پر احمر کو مزید غصہ آتا کہ اس کے منع کرنے کے باوجود وہ بارش میں نہائی کیوں۔ اور سحر کو اس کی ڈانٹ سن کر اور رونا آتا کہ ایک تو اسے تکلیف ہو رہی ہے اور وہ ڈانٹ رہا ہے اور پھر احمر کو ہی نرم ہونا پڑتا۔

پانچ چھ دن تک یہی چکر چلتا رہا اور خدا خدا کر کے ایک ہفتے بعد اس کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو احمر کے ساتھ ساتھ باقی گھر والوں نے بھی سکون کا سانس لیا کہ سب اس کے رونے سے بے حد پریشان ہو جاتے تھے آخر اکلوتی جو تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"تھینکس گاڈ۔ تم آئیں تو سہی۔" نادیہ نے اسے دیکھتے ہی شکر کا سانس لیا۔ "کیسی طبیعت ہے اب؟" اس نے پوچھا۔ احمر سے انہیں پتا چل گیا تھا کہ اس کی طبیعت خراب ہے۔

"اب ٹھیک ہوں جبھی تو اس نے آنے دیا ہے۔" سحر نے مسکراتے ہوئے کہا تو نادیہ شوخی سے آنکھیں نچاتے ہوئے بولی۔

"اس نے، کس نے؟" اور سحر کو ہنسی آ گئی۔

"ایک ہی ہے اس لئے یہ کس نے وس نے مت کرو۔"

"ایک ہی ہے سے کیا مراد ہے؟" اب کے فاریہ بولی تو سحر نے دونوں کو گھورا۔

"بکو مت۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کام کیا کیا ہوا ہے؟"

"کام تو بہت ہوا ہے وہ ہم تمہیں بعد میں بتائیں گے لیکن اس سے پہلے ایک اہم خبر سن لو۔"

"وہ کیا؟" نادیہ کی بات پر سحر تجسس سے بولی تو نادیہ، فاریہ کو دیکھنے لگی۔

"بتا دوں؟" جواب میں فاریہ نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے تو وہ بولی۔

"احمر نے فاریہ سے سوری کیا تھا۔" نادیہ نے اپنے تئیں اسے بہت اہم خبر بتائی تھی لیکن سحر کا ردعمل اس کے لئے قطعی غیر معمولی تھا۔ وہ بڑے آرام سے بولی تھی۔

"ہاں مجھے معلوم ہے۔" اس دن جس دن فاریہ نے احمر سے اس کے نہ بتانے پر سوری کیا تھا اور احمر اس کی سوری کا بغیر کوئی نوٹس لئے سحر سے مخاطب ہو گیا تھا تو سحر کو بہت برا لگا تھا یہ سوچ کر کہ فاریہ نے اس کے اور نادیہ کے سامنے اپنی بے عزتی محسوس کی ہو گی۔ اس نے احمر کو صرف ہلکا سا احساس دلایا تھا کہ وہ واقعی شرمندہ تھی اور اسے اس کی سوری قبول کر لینی چاہئے تھی۔ تب احمر نے اسے جواب دیا تھا کہ۔

"اسے خود بھی بعد میں احساس ہو گیا تھا کہ اس نے غلط کیا ہے اور وہ اس سے سوری کر لے گا۔" اور وہ بے انتہا ہلکی پھلکی ہونے کے ساتھ بے انتہا سرشار اور پرسکون بھی ہو گئی تھی کہ اسے اپنا مطلب احمر پر واضح کرنے کے لئے زیادہ محنت بلکہ زیادہ کیا بالکل بھی محنت نہیں کرنی پڑتی اور وہ چند لمحوں میں ہی سمجھ جاتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"کیا؟" نادیہ حیرت سے چیخی۔ "تمہیں کیسے معلوم

تم تو یہاں تھیں ہی نہیں۔" نادیہ کے ساتھ ساتھ فاریہ کو بھی اپنی طرف حیرت سے دیکھتا پا کر سحر کو ہنسی آ گئی۔ پھر بولی۔

"ظاہر سی بات ہے احمر نے ہی بتایا ہے کوئی جن تو ہے نہیں میرے قبضے میں۔"

"اس نے تمہیں اور کچھ نہیں بتایا۔" سحر کو محسوس ہوا کہ فاریہ کا موڈ بہت اچانک کچھ تبدیل ہو گیا تھا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی چبھن تھی۔ وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"اور کیا؟" فاریہ کا خیال تھا کہ احمر نے سحر سے ضرور ثاقب کے بارے میں پوچھا ہو گا لیکن سحر کے رویے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے اس سے کچھ نہیں پوچھا اور اپنی پہلی ترکیب ناکام ہو جانے پر فاریہ کو اچانک ہی غصہ آنے لگا تھا۔ اس نے تو سحر کی غیر موجودگی کو بھی کچھ اور ہی رنگ دے دیا تھا اس کا خیال تھا کہ احمد نے زبردستی سحر کو روک دیا ہو گا اور اس کی بیماری کا وہ بہانا بنا رہا ہے لیکن سحر کی شکل سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ واقعی بیمار تھی اور فاریہ کی ساری امید پر پانی پھر گیا۔ اس کا غصے میں آنا فطری تھا۔ جبکہ سحر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اسے خاموش دیکھ کر اس نے پھر اپنا سوال دہرایا۔

"بتاؤ ناں فاریہ! اور کیا؟" اور فاریہ نے بہت اچانک ہی موضوع کے ساتھ ساتھ موڈ بھی خوشگوار بناتے ہوئے کہا۔

"اور یہ کہ تم بہت کمزور ــــ ہو گئی ہو۔" جانچنے والے انداز میں اس کا چہرہ دیکھ کر فاریہ نے کہا تو بے اختیار ایک طویل سانس سحر کے اندر سے خارج ہوئی تھی' پھر وہ بولی۔

"ظاہر ہے پورے ایک ہفتے بیمار رہی ہوں۔ کمزور تو ہونا ہی تھا۔ اچھا خیر اب مجھے یہ بتاؤ کہ پڑھائی میں کیا کیا ہو چکا ہے؟" اسے اچانک ہی پڑھائی کی فکر سوار ہو گئی تو نادیہ بولی۔

"باقی سبجیکٹس کا تو اتنا نہیں ہوا لیکن میتھس کا پورا ایک چیپٹر ختم ہو گیا ہے اور اتنا مشکل ہے کہ مجھے سمجھنے کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ تم وہ کیـ کرو گی؟"

"ارے میتھس!" سحر ہنسی۔ "اس کی تو تم فکر نہ کرو۔ آخر احمر کا میتھس میں ماسٹرز کس دن کا آئے گا۔ اگر میں اس سے نہیں سمجھوں گی۔"

"اوہو۔ ہم تو بھول ہی گئے تھے۔" فاریہ اپنی لیکچـ کاپی کھول کر اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی تو دونوں اس کے انداز پر ہنس پڑیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

"سحر!" وہ ستاروں سے سجے آسمان پر نظریں جمائـ پتا نہیں کیا سوچ رہی تھی جب پیچھے سے آ کر احمر نـ اسے پکارا تھا۔ اس نے جواب دیئے بغیر مڑ کر دیکھا جواب اس کے برابر میں آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" دیوار پر دونوں ہاتھ ٹکائـ ہوئے اس نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے سیاہ چادر کو اپنے گرد لپیـ ہوئے کہا۔ سیاہ چادر نے اس کی چمکتی رنگت کو چـ چاند لگا دیئے تھے۔ احمر ایک نظر اس کے دلکش و حسـ چہرے پر ڈال کر نیچے جھانکتے ہوئے بولا۔

"یہاں کیوں کھڑی ہو' اتنی سردی میں۔" سردیـ جاتے جاتے ایک بار پھر آ گئی تھیں شاید اس دنـ بارش کا اثر تھا۔

"کیا پھر بیمار پڑنے کا ارادہ ہے؟"

"نہیں بھئی۔ اللہ نہ کرے۔" اس کے منہ سـ ایک دم نکلا تو وہ ہنس پڑا۔

"بارش میں نہانے کا تو تمہیں بڑا شوق ہے اور بـ پڑنے سے اتنا ڈرتی ہو۔"

"تو کون نہیں ڈرتا بیمار پڑنے سے۔" وہ اسـ گھورتے ہوئے بولی تو اس نے فوراً سینہ تان لیا۔

"میں جو ہوں۔ میں تو نہیں ڈرتا۔"

"اچھا بس بس زیادہ شیخی مارنے کی ضرورت نہیـ ہے۔" احمر نے زیر لب مسکراتے ہوئے اس کی بـ پر اسے دیکھا۔ یہ تو اس کی ہمیشہ کی عادت تھی جـ اسے اس کی کوئی بات کا جواب نہیں سوجھتا تو وہ

کہہ کر بات ختم کر دیتی تھی اور اب بھی اس نے یہی کیا تھا۔ وہ کچھ لمحوں تک اسے دیکھتا رہا اور پھر بات بدل کر بولا۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کہ تم نے کوئی دوست بنایا؟" اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"وہ تو پہلے دن ہی بن گئے تھے۔ ملوایا تو تھا تم سے۔" وہ نہ سمجھتے ہوئے بولی۔

"میں دوست کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ وہ تمہاری سہیلیاں ہیں۔" احمر نے اپنے سوال کو واضح کرتے ہوئے اسے دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"کیوں؟" احمر نے پوچھا۔

"ضرورت ہی نہیں پڑی۔"

"پھر بھی یار! ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا' پڑھنا لکھنا' ایسے میں کم از کم سلام دعا تو سب سے رکھنی چاہیے ناں۔ چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا کہ حدود میں رہ کر جو بھی کام کیا جائے وہ کبھی برا نہیں ہوتا۔"

"لیکن ہم تو صرف اپنی حدود جانتے ہیں ناں احمر! سامنے والے کی قائم کردہ حدود کا ہمیں کیا معلوم اور ممکن ہے کہ جہاں ہماری حدیں ختم ہوتی ہوں وہاں سے اس نے شروعات کی ہو پھر؟" اس کے جواب میں وزن تھا احمر نے مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ اس کی نظریں سڑک پر دوڑتی اکا دکا گاڑیوں پر تھیں۔

"ویسے تم اتنی بے وقوف ہو نہیں جتنا میں تمہیں سمجھتا تھا۔"

"پھر کتنی ہوں؟" اس کے لہجے کی شرارت کو بھانپ کر سحر نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ بولا۔

"اس سے تھوڑی کم ہو۔"

"اچھا۔" اس نے دوبارہ اپنی نظریں سڑک پر جما دیں۔ اچانک ہی احمر کو کچھ خیال آیا تو اس نے پوچھا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ جس دن میں تمہیں تمہارے ڈیپارٹمنٹ لینے آیا تھا تم کہاں گئی ہوئی تھیں؟"

"کیفے ٹیریا۔"

"کس کے ساتھ گئی تھیں' فاریہ تو وہیں بیٹھی تھی؟"

"نادیہ کے ساتھ!" اس کے جواب پر احمر نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

"وہ ابھی ثاقب کے ساتھ کیفے ٹیریا گئی ہے۔" اسے کچھ یاد آیا تھا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" اب کے وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"نہیں بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ چلو اندر اب سردی بڑھ گئی ہے۔ صبح جانا بھی ہے۔" وہ گول مول سا جواب دے کر اسے اندر لے آیا۔ سحر کو اس کے چہرے کے تاثرات یکدم ہی کچھ عجیب سے محسوس ہوئے تھے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں اور وہ ٹیرس کا دروازہ بند کر کے اپنے کمرے میں چلا گیا تو وہ سر جھٹک کر لیکچر اتارنے بیٹھ گئی جو ایک ہفتے کی غیر حاضری کی وجہ سے مس ہو گئے تھے۔

♥ ♡ ♡ ♥

"احمر' مجھے فاریہ کے گھر جانا ہے۔" سحر نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھا اپنا اسائنمنٹ مکمل کر رہا تھا۔ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"اس وقت؟" رات کے دس بج رہے تھے اس نے کچھ حیرانی سے اسے دیکھا۔

"ہاں اسی وقت۔" اس کی ٹیبل کے قریب آ کر وہ سر ہلاتے ہوئے بولی۔ "ضروری۔"

"ضروری کام ہے؟"

"ہاں مجھے اس کے نوٹس واپس کرنے ہیں۔"

"صبح کر دینا یونیورسٹی تو جاؤ گی ناں۔"

"نہیں احمر ابھی واپس کرنے ہیں کیونکہ کل ہمارا ٹیسٹ ہے اور میں نے اس سے اسی وعدے پر لئے تھے کہ میں رات تک واپس کر دوں گی۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"تم فوٹو اسٹیٹ کروا لیتیں ناں۔ لانے کی کیا

ضرورت تھی؟" احمر نے اس سے کہا تو وہ معصومیت سے بولی۔

"مجھے خیال ہی نہیں آیا ورنہ کروالیتی۔"

"یار! مجھے اتنا لمبا چوڑا اسائنمنٹ مکمل کرنا ہے اور فاریہ کا گھر اتنا دور ہے کہ آنے جانے میں ہی کم ازکم ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔" احمر نے بیزاری سے کہا تو وہ کچھ پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"اچھا ایسا کرو کہ تم ڈرائیور کو ایڈریس سمجھا دو میں اس کے ساتھ چلی جاتی ہوں۔"

"اتنی رات کو تم ڈرائیور کے ساتھ جاؤ گی۔" احمر نے خفگی سے اسے گھورا۔

"پھر کیا کروں؟" وہ بے انتہا پریشان ہوگئی اسے ہرحال میں اس کے نوٹس واپس کرنے تھے کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ احمر نہ خود راضی ہو رہا تھا اور نہ اسے ڈرائیور کے ساتھ جانے دے رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ پریشانی کے عالم میں اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بے دردی سے آپس میں مسلا تو اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر اسے دیکھا اور ہاتھوں میں پکڑا پین ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"چلو! فٹافٹ تیار ہو کر نیچے آؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"اوہ تھینک احمر' تھینک یو۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔" اس نے اسے بیچ سے ہی ٹوک دیا تو وہ اسے دیکھ کر ہنستی ہوئی تیزی سے اپنے کمرے میں آگئی۔

"پاگل لڑکی۔" احمر مسکراتا ہوا گاڑی کی چابیاں اٹھا کر نیچے آگیا۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد جب وہ تیار ہو کر ہاتھوں میں اس کے نوٹس کی فائل پکڑے نیچے آئی تو وہ پاپا سے کہہ رہا تھا۔

"کچھ نوٹس واپس کرنے ہیں اسے اپنی دوست کو۔ وہیں لے کر جا رہا ہوں۔"

اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ "چلیں!"

"ہاں چلو۔"

"جلدی آنا بیٹا۔" وہ دونوں باہر نکلے تو پیچھے سے پاپا نے تاکید کی تھی۔

"جی چاچو۔" احمر نے گاڑی ریورس کرتے ہوئے ذرا زور سے کہا تھا۔

فاریہ کے پوچھنے پر ایک نو دس سالہ لڑکا ان دونوں کو ڈائریکٹ ڈرائنگ روم میں لے آیا تھا۔ فاریہ وہیں بیٹھی کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔ ان دونوں کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر وہ ایک دم ہی قلم اور بک صوفے پر رکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ارے تم آگئیں۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ اب نہیں آؤ گی۔" فاریہ نے گرم جوشی سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لو وعدے کے پکے ہیں ہم۔" سحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے احمر! آپ کھڑے ہیں' بیٹھیں پلیز۔" احمر سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے کہا اور اس کے بیٹھ جانے پر وہ سحر کو لے کر اپنے کمرے میں آگئی۔ کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے یونہی احمر کی نظر اپنے برابر رکھی ڈائری پر پڑی تھی۔

"نہیں یار بس اب چلوں گی۔ ویسے ہی بہت دیر ہوگئی ہے اور احمر کو اپنا اسائنمنٹ بھی مکمل کرنا ہے۔" فاریہ کے بہت اصرار پر بھی سحر نہیں رکی تھی۔

"چلو احمر۔" اس نے ڈرائنگ روم میں آکر کہا تو احمر کے چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی چھائی ہوئی تھی۔

"دیکھیں ناں احمر بھائی۔ یہ اتنی جلدی مچا رہی ہے جانے کی۔ ابھی تو میں نے آپ لوگوں کو کچھ کھلایا پلایا بھی نہیں۔" سحر کے پیچھے آتی فاریہ نے منہ بنا کر کہا تو احمر نے سرد نظروں سے اسے دیکھا اور پھر "پھر کبھی سہی" کہتا ہوا باہر نکل گیا اور فاریہ چونکہ سحر کی طرف متوجہ تھی اس لئے اس کے لہجے کو محسوس نہیں کر سکی۔

"او کے سحر! انشاء اللہ کل ملاقات ہوگی۔" وہ اسے گیٹ پر چھوڑنے آئی تو اس کے گال پر پیار کرتے ہوئے بولی۔ "او کے۔" سحر نے مسکراتے ہوئے اسے ہاتھ ہلایا اور گاڑی کی طرف بڑھ گئی جو احمر ریورس

کر رہا تھا۔

ان کے جانے کے بعد فاریہ گیٹ بند کر کے واپس ڈرائنگ روم میں آئی تو یہ دیکھ کر اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے کہ اس کے پانچ سالہ بھتیجے نے اس کی ڈائری کے کئی ورق پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔

"کامی!" وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر لگا دیا۔

"یہ کیا کیا تم نے؟" اس نے حسرت سے پھٹے ہوئے صفحوں کے بے شمار ٹکڑوں کو دیکھا جو قالین پر بکھرے پڑے تھے۔ جواباً کامی گلا پھاڑ کر رونے لگا تو اس نے بوکھلا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ بھابھی نے شاید اب تک اس کی آواز سنی نہیں تھی جبھی وہ اب تک نمودار نہیں ہوئی تھیں۔ اس نے لپک کر اس گول مٹول سے بچے کو گود میں لے کر پیار کیا اور اس کے چپ ہو جانے پر خدا کا شکر ادا کیا البتہ اسے اپنی ڈائری کے بے حال ہو جانے کا بے تحاشا دکھ ہوا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"یار! تمہاری یہ دوست کچھ عجیب سی نہیں ہے۔" راستے میں احمر نے سحر سے کہا تو وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں تو کیوں؟"

"کیوں کا تو مجھے پتا نہیں لیکن مجھے اس کی آنکھوں سے خوف آتا ہے۔"

"کم آن احمر۔ ایک مرد ہو کر تمہیں ایک لڑکی کی آنکھوں سے خوف آتا ہے اور وہ لڑکی بھی کوئی عام لڑکی نہیں۔ میری اپنی دوست کی آنکھوں سے۔" سحر کو اس کی بے تکی بات پر ہنسی آئی۔

"تمہاری دوست ہے اس لئے مجھے زیادہ خوف آتا ہے۔ کوئی اور ہوتی تو میں اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔" سحر نے اس کے لہجے کو محسوس کر کے چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کیا بات ہے احمر' کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" اس کے لہجے میں تشویش تھی۔

"نہیں' بات تو کوئی نہیں ہوئی لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے دوستی ختم کردو۔"

رائٹ ٹرن لیتے ہوئے اس نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھادی تھی۔

"کمال کرتے ہو احمر تم بھی...... میری اتنی اچھی دوست ہے اور میں بنا کسی وجہ کے اس سے دوستی ختم کردوں۔ کیا ہوگیا ہے تمہیں؟"

"تم نقصان اٹھاؤ گی۔" اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے احمر نے قدرے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"فضول باتیں نہیں کرو اور گاڑی ذرا تیز چلاؤ۔ ہمیں ویسے ہی بہت دیر ہوگئی ہے اور تمہیں ابھی اپنا اسائنمنٹ بھی مکمل کرنا ہے۔ نہیں مکمل ہوگا تو مجھ پر چیخو گے کہ میں تمہیں لے کر گئی تھی۔" موضوع بدلنے کی خاطر اس نے خاصی طویل بات کی تھی اور احمر سمجھتے ہوئے کندھے اچکا کر بولا۔ "صرف چیخوں گا نہیں' ماروں گا بھی۔"

"احمر!" سحر نے خفگی سے اسے گھورا تو اس نے ہنستے ہوئے گاڑی کی اسپیڈ کچھ اور بڑھادی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اگلے دن وہ دونوں کلاس لینے کے بعد لان میں آکر بیٹھی ہی تھیں کہ ثاقب آگیا۔ وہ ان کا کلاس فیلو تھا۔ فاریہ کی اس سے خاصی دوستی تھی اور محض فاریہ کی وجہ سے ہی نادیہ اور سحر کو بھی اسے برداشت کرنا پڑتا تھا۔ ویسے تو وہ بہت ڈیسنٹ سا بندہ تھا بظاہر اس میں کوئی برائی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود اسے اس کا ان لوگوں کے ساتھ آکر بیٹھنا پسند نہیں تھا۔ سحر نے ایک دو بار فاریہ کو ٹوکا بھی تھا لیکن فاریہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا تو وہ دونوں چپ ہو گئیں کہ ثاقب کو براہ راست ٹوکنا ان کے بس میں نہ تھا۔

اس دن نادیہ نہیں آئی تھی۔ فاریہ اور سحر کیفے ٹیریا چلی گئیں۔ حسب توقع کچھ دیر بعد ثاقب ان کے ساتھ تھا۔ اسے اپنے ساتھ بیٹھا دیکھ کر سحر نے قدرے ناگواری سے فاریہ کو دیکھا لیکن وہ صاف نظر انداز کر کے اس سے مخاطب ہو گئی۔

"آج تو تم ہمیں اپنے پیسوں سے کھلاؤ گے ناں۔" شگفتہ سے لہجے میں، شوخ مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ سحر کو اس کا یہ انداز برا لگا تھا وہ خواہ مخواہ ہی اسے شہ دے رہی تھی لیکن وہ اس بار بھی چپ رہی تھی۔

"ہاں ہاں، میں تو روز تم لوگوں کو اپنے پیسوں سے کھلانے پر تیار رہوں۔" اس نے چہک کر کہا۔

"چلو پھر منگوالو جلدی سے۔ بہت ساری چیزیں۔" فاریہ نے مزے سے کہا تو وہ سحر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ کیا لیں گی سحر؟"

"شکریہ! میرا موڈ نہیں ہے کچھ کھانے کا۔" اس نے بدمزگی سے منہ بنا کر کہا۔

"پھر بھی کچھ تو لے لیں۔" اس نے اصرار بھرے لہجے میں کہا تو سحر کا لہجہ کچھ سخت ہو گیا۔

"میں نے کہا ناں میرا موڈ نہیں ہے۔"

وہ اس کے لہجے پر لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔ فاریہ کو سحر کا یہ انداز سخت برا لگا جبھی وہ ثاقب سے بولی۔

"تم رہنے دو اسے۔ میرے لئے تو منگواؤ۔" ثاقب نے ویٹر کو اشارہ کر دیا۔ کچھ ہی دیر بعد ان کی ٹیبل مختلف چیزوں سے بھری ہوئی تھی اور اس کے منع کرنے کے باوجود ثاقب نے اس کے لئے پیپسی منگوالی تھی۔

"اوہ نو۔" فاریہ کے ہاتھ سے اچانک ہی چمچہ چھوٹ کر اس کے خوبصورت کپڑوں پر گر کر نشان بنا گیا تھا۔

"میں آئی ایک منٹ۔" وہ تیزی سے اٹھ کر واش بیسن کی طرف بھاگی۔

"آپ کچھ اور نہ لیں لیکن یہ ڈرنک تو لے لیں پلیز۔" فاریہ کے جانے کے بعد ثاقب نے ڈرنک اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی اور سامنے سے آتے احمر کے قدم وہیں جم گئے۔ وہ اسے ڈھونڈتا ہوا کیفے ٹیریا تک آگیا تھا اور یہاں جو منظر اس نے دیکھا وہ اس کے لئے ناقابل یقین تھا۔

سحر نے کچھ پس و پیش کے بعد اس کے ہاتھ سے ڈرنک لے لی تھی اور عین اسی لمحے اسے اپنے منہ پر لائٹ پڑتی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور کچھ نہ پا کر سر جھٹک کر واش روم کی طرف دیکھنے لگی کہ فاریہ اب تک کیوں نہیں نکلی اور احمر آگے آنے کے بجائے الٹے قدموں واپس پلٹ گیا تھا۔ اس کے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اور ابھی اس کے ذہن سے یہ واقعہ بھی نہیں نکلا تھا کہ ایک اور واقعہ رونما ہو گیا۔

اس دن وہ اپنے کیفے ٹیریا میں بیٹھا اپنے ایک دوست کا انتظار کر رہا تھا جب ایک شناسا سی آواز اس کی کانوں سے ٹکرائی تھی اور اسے وہ آواز پہچاننے میں صرف چند لمحے لگے تھے۔ وہ فاریہ کی آواز تھی جو اپنی دوست کے ساتھ بیٹھی اس سے کہہ رہی تھی۔

"میں نے اسے بہت سمجھایا ہے عالیہ لیکن وہ مان نہیں رہی۔ وہ کہتی ہے کہ اگر میں شادی کروں گی تو صرف ثاقب سے کروں گی اور کسی سے نہیں۔"

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہ تو اپنے کزن سے بچپن سے منسوب ہے۔" عالیہ کی آواز میں تعجب تھا۔

"ہاں! اسی لئے تو میں اس سے کہہ رہی تھی کہ ایسا نہ کرے۔ فضول میں بدنامی ہو گی لیکن وہ مان نہیں رہی۔ ثاقب نے نہ جانے اس پر کیا جادو کر دیا ہے کہ اسے اس کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ وہ کہتی ہے کہ اگر ثاقب سے شادی نہ ہوئی تو وہ اپنی جان دے دے گی۔ اب تم ہی بتاؤ میں اسے کیسے سمجھاؤں۔ اس کا کزن اسے بہت چاہتا ہے نہ صرف چاہتا ہے بلکہ اپنے آپ سے زیادہ اس پر اعتبار بھی کرتا ہے اور اسے دیکھو وہ کیسے اس کے اعتبار کا فائدہ اٹھا رہی ہے۔" فاریہ کی آواز میں تاسف تھا۔ احمر بے خیالی میں ان کی باتیں سننے لگا تھا اسے پتہ نہیں تھا وہ دونوں کس کے بارے میں باتیں کر رہی تھیں۔

"ہاں ٹھیک کہتی ہو تم۔ مجھے تو اس کے کزن پر ترس آرہا ہے، کیا گزرے گی بے چارے کے دل پر جب اسے پتا چلے گا کہ اس کی منگیتر کسی اور کے عشق

میں گرفتار ہو چکی ہے۔"

"کہیں یہ لوگ......" ابھی اس نے اتنا ہی سوچا تھا کہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسے ایک بار پھر فاریہ کی آواز سنائی دی۔

"مجھے سحر سے یہ امید ہرگز نہیں تھی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ ایسا کرے گی۔"

"ہاں واقعی! میرے بھی وہم و گمان میں نہیں تھا کہ وہ ایسا کر سکتی ہے۔ شروع میں تو ہم اسے کتنا ڈرپوک سمجھتے تھے لیکن جس انداز میں اس نے ثاقب سے دوستی بڑھائی ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔" فاریہ کی باتوں نے اس کے اندر آگ لگا دی تھی۔ اس کا خون کھولنے لگا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اس قدر گر سکتا ہے۔ غصے سے اس کے دماغ کی رگیں تن گئی تھیں۔ بے انتہا طیش کے عالم میں اس نے ایک زوردار مکا ٹیبل پر مارا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

فاریہ نے فاتحانہ مسکراہٹ سمیت اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی تھی۔ احمر کے کیفے ٹیریا سے جاتے ہی وہ عالیہ کا شکریہ ادا کر کے کہ اس نے اس ڈرامے میں اس کا ساتھ دیا تیزی سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آئی تھی۔

"کہاں تھیں تم؟" سحر نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔ وہ دس منٹ کا کہہ کر گئی تھی اور آدھے گھنٹے بعد واپس آئی تھی۔ سحر اکیلے بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی کہ آج پھر نادیہ نے چھٹی کی تھی۔

"یار! وہ عالیہ نے روک لیا تھا۔ آنے ہی نہیں دے رہی تھی۔ ابھی بھی زبردستی آئی ہوں۔" فاریہ نے پھولی سانسوں سے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ سامنے ہی اسے ثاقب آتا نظر آیا اور اس کے قریب آنے سے پہلے فاریہ نے اپنے بیگ سے ایک لفافہ نکال کر سحر کو دیا اور بہت عاجزانہ لہجے میں بولی۔

"سحر پلیز تم یہ میرے جانے کے بعد ثاقب کو دے دینا۔"

"یہ کیا ہے؟" اس نے ہکا بکا ہو کر لفافے کو دیکھا۔

"دیکھو پلیز! اس وقت مجھ سے سوال جواب مت کرو۔ اگر وہ میرے جانے سے پہلے آگیا تو میں نہیں جا پاؤں گی۔"

"لیکن فاریہ تم؟" سحر نے کچھ الجھ کر اسے دیکھا تو وہ شکایتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"پلیز سحر! تم میرا اتنا سا کام نہیں کر سکتیں۔"

"اوکے۔" سحر نے تھک کر اس کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا اور وہ تیزی سے اٹھ کر سامنے کی طرف چلی گئی۔ ثاقب کے آنے پر سحر نے فاریہ کا دیا ہوا لفافہ اس کی طرف بڑھایا تو وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا ہے؟"

"مجھے نہیں پتا۔ فاریہ نے مجھ سے صرف اتنا کہا تھا کہ میں یہ آپ کو دے دوں۔" ثاقب نے چند ثانئے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا۔ سحر کو ایک بار پھر اپنے چہرے پر لائٹ پڑتی محسوس ہوئی تھی۔ اب اس نے کچھ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا تھا۔ اسے سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر یہ لائٹ کس چیز کی ہے۔

"کیا میں اسے یہیں کھول لوں۔" ثاقب کے سوال نے اس کی توجہ اس کی طرف سے ہٹائی تھی اس نے کچھ چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔ پھر کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔ "آپ کی مرضی ہے۔"

"بہتر ہو گا کہ میں اسے یہاں نہ کھولوں۔" خود کلامی کے سے انداز میں کہتے ہوئے وہ کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے جانے کے چند لمحوں بعد فاریہ اس کے پاس واپس آگئی تو سحر نے پوچھا۔

"آخر تھا کیا اس لفافے میں؟"

"کچھ خاص نہیں۔" فاریہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے تو سحر کی تشویش بڑھ گئی۔

"پھر بھی پتا تو چلے ناں کہ آخر اس میں ایسا کیا تھا جو تم خود نہیں دے سکیں اسے۔"

"اس میں!" فاریہ ایک دم ہی ہنسنے لگی اور کچھ دیر ہنسنے کے بعد بولی۔ "اس میں کچھ نہیں تھا وہ لفافہ خالی

تھا۔"
"کیا؟" سحر کو شاک لگا تھا اس کی بات پر۔ "لفافہ خالی تھا۔"
"ہاں۔"
"لیکن تم نے ایسا کیا کیوں؟" سحر نے جھنجلا کر پوچھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اس سے پہلے کہ فاریہ اسے جواب دیتی احمر آ گیا۔
"چلو!" اس کے قریب آ کر اس نے کہا۔ اس کے تیور بے حد جارحانہ تھے اور لہجے سے تو جیسے آگ برس رہی تھی۔ فاریہ کو صاف نظر انداز کر کے وہ سحر سے بولا تو وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔
"احمر کیا ہوا ہے؟"
"تم چلو۔" اس بار اس کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت تھا۔ سحر کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا اور جب وہ کھڑی ہوئی تو اسے اپنی ٹانگیں بری طرح کانپتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں اور خوف سے اس کے ہاتھ سے فائل چھوٹ گئی اور سارے پیپرز زمین پر بکھر گئے۔ سحر نے خوفزدہ نظروں سے احمر کو دیکھا جس کا غصہ فائل گرنے سے اور بڑھ گیا تھا۔
"اٹھاؤ اب اسے میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔" اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے چیخ کر کہا تو سحر کو فاریہ کے سامنے بے حد شرمندگی محسوس ہوئی جو بظاہر بے نیاز سی بیٹھی گھاس نوچنے میں مصروف تھی۔
"جلدی کرو اور پارکنگ میں آؤ۔" خونخوار لہجے میں کہتا ہوا وہ پلٹ کر واپس چلا گیا تو فاریہ نے نظر اٹھا کر سحر کو دیکھا جس کا چہرہ ضبط کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔
"اسے کیا ہوا ہے ایک دم؟" اپنے لہجے میں حیرانی سموتے ہوئے اس نے خاموشی سے بکھرے پیپرز سمیٹتے ہوئے سحر سے پوچھا تو بغیر اوپر دیکھے ہی وہ نفی میں گردن ہلاتے ہوئے، بہت ہلکی آواز میں بولی۔
"پتا نہیں کیا ہوا۔ صبح تک تو ٹھیک تھا۔" ایک لمحے کے لئے رکی پھر بولی۔
"اس طرح تو اس نے مجھ سے کبھی بات نہیں کی۔" فاریہ کو اس کی آواز میں آنسوؤں کی نمی محسوس ہوئی تھی اور اسے اپنے اندر تک سکون پھیلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔
"تو آخر میں اپنے منصوبے میں کامیاب ہو ہی گئی۔" اس نے فخر سے سوچا۔
سحر کے گاڑی میں بیٹھتے ہی احمر نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد فل اسپیڈ میں چلانے لگا۔ سحر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی اس بات کی منتظر ہی رہی کہ اب وہ اپنے رویے کی وضاحت کرے گا اس سے سوری کرے گا اور یہیں سے اپنی گاڑی آئس کریم پارلر پر موڑ دے گا لیکن اس دفعہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ وہ سیدھا گھر آیا تھا اور گیرج میں گاڑی کھڑی کر کے اس سے پہلے اتر کر تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ گلاس ڈور سے سحر نے اسے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دیکھا اور ایک سکتے کے عالم میں بیٹھی رہ گئی تھی۔ اسے اپنے ہاتھ پاؤں سن ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ پتا نہیں کتنی دیر تک وہ یونہی بے حس و حرکت بیٹھی رہی تھی جب اچانک مالی کی آواز نے اسے چونکا دیا تھا۔
"بی بی! آپ یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"
"ہیں۔" اس کے منہ سے بے دھیانی میں نکلا۔ احمر کے رویے نے تو اس کے حواس ہی گم کر دیئے تھے۔ مالی کو اس کی حالت کچھ عجیب سی لگی تھی۔ جبھی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔
"بی بی! آپ اوپر جاؤ یہاں گرمی ہو رہی ہے۔" اور وہ بغیر کچھ کہے گاڑی سے باہر آ گئی۔ اس کے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔ اپنے کمرے میں جاتے ہوئے اس نے احمر کے کمرے کی طرف دیکھا۔ دروازہ بند تھا۔ وہ مرے مرے قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ روتے روتے شاید سو گئی تھی تب فون کی زوردار بیل نے اس کے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ بہت دیر بعد جب اس کے حواس قابو میں آئے تو وہ فون کی طرف بڑھی۔
"ہیلو!" اس کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ فاریہ بمشکل

سن پائی۔
"ہیلو سحر! کیسی ہو۔ تمہاری آواز کیوں نہیں نکل رہی؟" فاریہ نے فکرمندی سے کہا تو سحر کو پھر رونا آنے لگا۔
"سحر تم ٹھیک تو ہو؟" فاریہ نے پھر پوچھا تو سحر بولی۔
"فاریہ احمر کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے پہلے تو میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں کیا۔"
"سحر! کہیں ایسا تو نہیں کہ احمر نے تمہیں میرا دیا ہوا خط ثاقب کو دیتے ہوئے دیکھ لیا ہو اور وہ تم سے بدگمان ہو رہا ہو۔"
"بدگمان؟ نہیں فاریہ ایسا نہیں ہو سکتا" وہ مجھ پر......"
"خدا کے لئے سحر۔ اب یہ مت کہنا کہ وہ تم پر بہت اعتبار کرتا ہے۔ اگر وہ تم پر اعتبار کرتا تو تم سے پوچھتا کہ وہ خط کیا تھا اور تم اسے کیوں دے رہی تھیں۔ تم سے اس طرح بے ہیو نہ کرتا۔" فاریہ نے کچھ سخت لہجے میں اس کی بات کاٹ کر کہا تو وہ ایک لمحے کے لئے چپ ہو گئی۔ پھر بولی۔
"وہ کسی اور بات پر بھی تو ناراض ہو سکتا ہے ضروری تو نہیں کہ اس نے مجھے خط دیتے ہوئے ہی دیکھا ہو۔"
اس کا دل کسی طور نہیں مان رہا تھا کہ احمر اس سے اس بات پر ناراض ہے۔ لیکن فاریہ کے پاس اپنی بات کی ٹھوس دلیل موجود تھی۔ بولی۔
"سحر ہو سکتا ہے کہ تمہیں یقین نہ آئے لیکن پچھلے ایک ہفتے سے میں نوٹ کر رہی ہوں کہ احمر تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔ وہ تمہیں تمہارے ڈیپارٹمنٹ چھوڑنے کے بعد خود اپنے ڈیپارٹمنٹ جانے کے بجائے ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں ہی رہتا ہے اور چھپ چھپ کر دیکھتا ہے کہ تم کس کے ساتھ ہو اور کیا کر رہی ہو۔ اور آج بھی جب میں تمہیں خط دے کر سامنے والی بلڈنگ کی طرف گئی تو میں نے احمر کو درخت کے پیچھے سے تمہیں دیکھتے ہوئے دیکھا تھا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تم سے اسی وجہ سے ناراض ہے۔"
"نہیں احمر ایسا نہیں ہو سکتا۔" اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔ فاریہ کی بات پر اسے اپنا وجود سن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے یخ ہو گئے تھے اور احمر کا رویہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے یہ یقین کرنے پر مجبور کر رہا تھا کہ جو فاریہ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے کیونکہ وہ خود بھی کچھ دنوں سے محسوس کر رہی تھی کہ احمر کا رویہ کچھ بدلا بدلا سا ہے لیکن چونکہ اس کے ذہن میں کوئی وجہ نہیں تھی اس لئے وہ اسے اپنا وہم سمجھ کر رد کرتی رہی لیکن اب فاریہ کے بتانے پر اسے احساس ہوا تھا کہ کچھ تو ہے، جو احمر کو اس سے بدظن کر رہا تھا۔
"دیکھا! میں نے کہا تھا ناں کہ سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ تمہارا کزن بھی عام مرد نکلا۔ تمہیں بڑا مان تھا ناں اس پر۔ دیکھ لو تمہاری غلطی نہ ہونے پر بھی صرف آنکھوں دیکھی بات نے اسے تم سے بدظن کر دیا۔" فاریہ کی آواز ایک بار پھر ہاؤتھ پیس پر ابھری اب کے اس کی آواز میں نمایاں طنز تھا۔ سحر نے بغیر کچھ کہے ریسیور رکھ دیا تو فاریہ کے لبوں پر بڑی بے اختیار اور دلفریب مسکراہٹ نے رقص کیا تھا۔
"ابھی تو آخری کارڈ باقی ہے بی بی! تم ابھی سے دلبرداشتہ ہو گئیں۔"
ریسیور رکھتے ہوئے بڑے فاتحانہ انداز میں اس نے سوچا۔
"اب تم کس منہ سے کہو گی سحر کہ تمہارا کزن تم پر اعتبار کرتا ہے۔" اپنے آخری منصوبے کو عملی جامہ پہنانے وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ ادھر سحر ریسیور رکھ کر ٹیرس میں چلی آئی۔ کمرے میں اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔
"کیا فاریہ صحیح کہہ رہی تھی؟" اس نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے سوچا۔
"کیا احمر واقعی میری نگرانی کر رہا تھا؟"
"کیا وہ اس خط کی وجہ سے مجھ سے بدگمان ہو گیا ہے؟"
"نہیں! احمر ایسا نہیں ہو سکتا۔" اس کا دل کسی طور نہیں مان رہا تھا دوسری طرف فاریہ کی باتیں بھی اس

کے ذہن میں سے نہیں نکل رہی تھیں۔

"دیکھا میں نے کہا تھا ناں کہ سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ تمہارا کزن بھی عام مرد نکلا۔" فاریہ کی کہی ہوئی باتیں ایک بار پھر اس کی سماعتوں میں نشتر چبھونے لگی تھیں۔

"دیکھ لو تمہاری غلطی نہ ہونے پر بھی صرف آنکھوں دیکھی بات نے اسے تم سے بدظن کر دیا۔"

"نہیں۔" وہ گھٹی گھٹی آواز میں چلائی۔

"دیکھ لو تمہاری غلطی نہ ہونے پر بھی صرف آنکھوں دیکھی بات نے اسے تم بدظن کر دیا۔"

"نہیں، نہیں، یہ نہیں ہو سکتا احمر مجھ سے بدظن نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہو سکتا، نہیں ہو سکتا۔" ٹیرس کی دیوار کے سہارے بیٹھتے ہوئے وہ پھر رونے لگی۔

"تم جھوٹ کہتی ہو۔ میرا احمر ایسا نہیں ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔" وہ جتنا فاریہ کی باتوں کو جھٹلا رہی تھی اسے اندر سے کوئی اتنی ہی بری طرح جھنجھوڑ رہا تھا۔ بہت دیر تک انتہائی بے بسی کی حالت میں رونے کے بعد بھی دل کا بوجھ ہلکا نہیں ہوا تو وہ اٹھ کر واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔ احمر کے کمرے کا دروازہ اب بھی بند تھا لیکن اب اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اپنے کمرے میں ہے یا نہیں کیونکہ پورچ میں اس کی گاڑی نہیں تھی۔ وہ بوجھل دل لئے کمرے میں آئی تو اوندھے منہ بیڈ پر گر کر پھر رونے لگی اور تو کچھ اس کے بس میں نہیں تھا لیکن آنسو تو اپنے اختیار میں تھے سو بے دردی سے بہائے گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

رات کو ملازم کے دو تین بار بلانے پر وہ نیچے آئی تو خاموشی سے اپنی چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔ بھوک تو خیر کیا ہی لگنی تھی یونہی چند دانے چاولوں کے پلیٹ میں نکالے اور انہیں بھی کھانے کے بجائے چمچے سے ادھر ادھر کرنے لگی۔ تایا ابو کے دو تین مرتبہ ٹوکنے پر بھی اس نے ایک نوالہ منہ میں نہیں ڈالا تو وہ اپنی پلیٹ چھوڑ کر تشویش سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا بات ہے سحر! طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" اس کی سوجی ہوئی سرخ سرخ آنکھیں اور زرد ہوتی رنگت نے انہیں زیادہ دیر خاموش نہیں رہنے دیا تھا جس پر وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"ٹھیک ہوں تایا ابو۔ مجھے کیا ہونا ہے۔" اس کی بات پر بڑے اطمینان سے کھانا کھاتے احمر نے ہاتھ روک کر ایک نظر اس پر ڈالی اور پہلی بار اس کا رویا رویا سا سرخ سرخ چہرہ دیکھ کر اسے سخت غصہ آیا تھا۔ وہ نخوت سے سر جھٹک کر دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گیا تو وہ جو اس کی نظروں کو اپنے اوپر محسوس کر کے اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی تھی کہ وہ بھی تشویش سے اس کی طرف بڑھے گا اس سے پوچھے گا کہ کیا ہوا وہ کیوں روئی، اس کے دوبارہ کھانے میں مصروف ہو جانے پر خون کے گھونٹ پیتی ایک جھٹکے سے ٹیبل سے اٹھی تھی اور بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی تھی اور اب نجانے کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ فاریہ کی باتوں پر یقین کرے کہ اس نے جو بھی کہا وہ واقعی سچ ہے۔

"اف اللہ میاں! میں کیا کروں۔ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔" آنسو ایک بار پھر روانی سے اس کے چہرے پر بہنے لگے تھے۔

♥ ♡ ♡ ♥

"یار ایاز! مجھے لگ رہا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کچھ کھٹ پٹ ہوئی ہے۔" رات کو تایا ابو اور پاپا ٹہلنے نکلے تو تایا ابو نے پاپا سے کہا۔

"لگنے سے کیا مراد ہے بھائی۔ ان دونوں کے درمیان واقعی کچھ کھٹ پٹ ہے۔" پاپا کو ان کی بات پر بے اختیار ہنسی آئی تھی جس پر تایا ابو خفگی سے انہیں دیکھنے لگے۔

"تم تو ایسے خوش ہو کر بتا رہے ہو جیسے ان کی کھٹ پٹ تمہیں بہت مزہ دے رہی ہے۔"

"مزے کی بات نہیں ہے بھائی لیکن پتا ہے کیا میں تو دعائیں مانگتا تھا کہ ان دونوں کے درمیان کبھی لڑائی یا ان بن طرح کا کچھ ہو۔"

"وہ کیوں؟" اب کے تایا ابو نے انہیں خشمگیں

نظروں سے گھورا تو پاپا وضاحت کرتے ہوئے بولے۔

"وہ اس لئے کہ جب تک یہ دونوں ایک دوسرے سے لڑیں گے نہیں انہیں یہ کیسے پتا چلے گا کہ وہ ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے ہیں۔"

"تو تمہارا مطلب ہے کہ بندہ آپس میں لڑے تب ہی محبت کا پتا چلتا ہے۔"

"بالکل بھائی بالکل۔ جب تک آپس میں لڑائی جھگڑا نہ ہو، ان بن نہ ہو تب تک دو لوگوں کو یہ احساس کس طرح ہو گا کہ وہ ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے ہیں۔" پاپا نے اپنی بات دہرائی اور تایا ابو کے دوبارہ وہ کیوں پوچھنے سے پہلے ہی بول پڑے۔

"اور یہ اس لئے کہ اب دیکھیں ناں ان دونوں میں ناراضگی ہے۔ ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کر رہے، دور دور ہیں تو انہیں اچھی طرح احساس ہو رہا ہو گا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے کتنے اہم ہیں۔ سحر کی تو خیر شکل دیکھ کر ہی اندازہ ہو گیا کہ احمر کی ناراضگی اس پر کس قدر گراں گزر رہی ہے۔ لڑکی ہے ناں برداشت نہیں کر پائی اور رو لی جب کہ احمر کا حال بھی ادھر کچھ خاص مختلف نہیں ہے۔ اتنا جھنجھلایا ہوا پھر رہا ہے پورے گھر میں کہ پوچھیں مت۔ اس کا مطلب کیا ہوا، یہی نا کہ دونوں ایک دوسرے کو بے انتہا چاہتے ہیں جبھی دونوں اپنی اپنی جگہ بے چین ہیں اب بات چاہے کچھ ہو یا غلطی کسی کی بھی ہو بھگت تو دونوں رہے ہیں ناں۔ اب بولیں میں ٹھیک ہوں کہ نہیں۔" پاپا نے مسکراتے ہوئے تایا ابو کو دیکھا تو وہ بھی ان کے مدلل جواب پر مسکرا دیئے پھر بولے۔

"تو اب تمہارا کیا خیال ہے صلح نہ کرا دی جائے دونوں میں۔"

"رہنے دیں بھائی۔ ہم سے پوچھ کر دونوں ناراض ہوئے ہیں کہ ہم صلح کروا دیں۔ خود ہی نمٹ لیں گے اور ویسے بھی بڑے بیچ میں پڑیں تو اکثر معاملات خراب ہو جاتے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے دونوں کہ ایک دوسرے کے بغیر دونوں کا ہی گزارا ناممکن ہے۔"

"او کے بھئی جیسی تمہاری مرضی۔" تایا ابو نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور دونوں گھر آ گئے۔

♥ ♡ ♡ ♥

گزرتے دنوں کے ساتھ ساتھ احمر کا رویہ مزید خراب ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اس سے بات کرنا تو دور اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا اور سحر کی خود سے ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اس سے پوچھے کہ اسے کیا ہوا ہے اور اس طرف فاریہ تھی جو مسلسل اسے صرف یہی یقین دلانے میں مصروف تھی کہ احمر اس سے بدگمان ہو گیا ہے اور اس پر سے اس کا اعتبار اٹھ گیا ہے ورنہ وہ ضرور اس سے اس خط کی وضاحت مانگتا۔

"دیکھو سحر! تم خاموش رہ کر اچھا نہیں کر رہیں۔ اگر احمر تم سے ناراض ہے کسی بھی بات پر تو تم پوچھو اس سے کہ وہ کیوں ناراض ہے۔ کوئی وجہ تو ہو گی ناں اس کی ناراضگی کی اور خاموش رہ کر تو تم اس کی ناراضگی، بدگمانی جو بھی ہے اس کو ہوا دے رہی ہو۔ فرض کرو کہ اگر اس نے تمہیں کوئی غلط کام کرتا ہوا دیکھا بھی ہے وہی جو تم خط وغیرہ کا بتا رہی ہو تو تم اس کے پوچھے بغیر اس کی وضاحت کر دو۔ اس میں کوئی نقصان کوئی ذلت نہیں ہے سحر۔ بدگمانی بہت بری چیز ہوتی ہے سحر۔ بڑے بڑوں کو جدا کر دیتی ہے۔ تم سمجھو اس بات کو تو یہ تمہارے حق میں ہی بہتر ہو گا۔" نادیہ بڑے خلوص سے اسے سمجھا رہی تھی۔ آج اتفاق سے وہ دونوں اکیلی تھیں کیونکہ فاریہ نہیں آئی تھی۔ نادیہ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ سحر کو پریشان دیکھ کر اس نے وجہ پوچھی تو اس نے سب کچھ بتا دیا اور وہ دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے ایک بے حد مخلص دوست کی طرح اسے سمجھا رہی تھی کہ اس کے دل میں اس کے خلاف کچھ نہیں تھا صرف محبت تھی۔ بے تحاشا محبت کہ سحر کی معصومیت اور سادگی نے تو اسے پہلے دن ہی اپنا اسیر کر لیا تھا۔

"لیکن وہ مجھ سے بدگمان ہو کیسے سکتا ہے نادیہ۔ وہ

تو اپنے آپ سے زیادہ مجھ پر اعتبار کرتا ہے۔" اس کے آنسو ایک بار پھر چھلکنے کو بے تاب تھے۔ بہت بے چین ہو کر اس نے کہا تو نادیہ نے نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

"ہو جاتا ہے سحر۔ کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ ہمیں نہ چاہتے ہوئے بھی بعض باتوں پر یقین کرنا پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ احمر کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہو۔ تم اس سے پوچھ کر تو دیکھو۔"

"لیکن نادیہ مجھ سے یہ بات برداشت نہیں ہوتی کہ اس نے مجھ پر شک کیا ہے۔" اس نے بے دردی سے اپنے سر کو جھٹکا تو نادیہ کو کچھ غصہ آیا تھا۔

"کم آن سحر! ایسی کیا قیامت آ گئی ہے۔ آخر وہ بھی انسان ہے۔ غلطی تو سب سے ہو سکتی ہے۔ وہ کوئی فرشتہ تو نہیں ہے۔ اگر اسے کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے تو تم اسے دور کر دو۔ بجائے اس کے کہ روگ لگا کر بیٹھ گئی ہو کہ اس نے مجھ پر شک کیا اور یہ اور وہ۔" نادیہ نے اس بار کافی غصے سے اسے جھڑکا تو وہ بے اختیار ہی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی۔ تب نادیہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس نے فوراً ہی آگے ہو کر اسے اپنے دونوں بازوؤں کے حصار میں لے لیا اور قدرے نرمی سے بولی۔

"زندگی کسی سیدھی شاہراہ کا نام نہیں ہے سحر کہ بندہ آرام سے ایک کنارے سے یا ایک موڑ سے دوسرے موڑ پر پہنچ جائے بلکہ یہ ایک ایسی شاہراہ ہے کہ جس میں ہزاروں نہیں لاکھوں موڑ ہیں اور ہر موڑ پر انسان کو کوئی نہ کوئی اذیت اور تکلیف ضرور پہنچتی ہے۔ خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ لیکن ان تکلیفوں اور اذیتوں سے گھبرا کر لوگ چلنا نہیں چھوڑ دیتے۔ لیکن تم تو پہلے موڑ پر ہی ہمت ہار گئی ہو۔ احمر تم سے ناراض ہے اور تم نے اس سے یہ تک نہ پوچھا کہ وہ کیوں ناراض ہے۔ اپنی طرف سے تم ہر چیز expect کر کے بیٹھ گئی ہو اور پھر رو رہی ہو کہ احمر نے تم پر شک کیا ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے، سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہو کہ اس نے تمہیں خط دیتے ہوئے دیکھا ہے اسی لئے وہ تم سے ناراض ہے۔" آہستہ آہستہ سمجھاتے ہوئے نادیہ نے اس کا چہرہ اوپر کر کے اس سے پوچھا تو وہ بے اختیار ہی نفی میں سر ہلا گئی تو نادیہ بولی۔

"تمہیں اس سے اسی وقت پوچھنا چاہئے تھا سحر کہ جب اس کا رویہ تمہارے ساتھ تبدیل ہوا تھا ناراضگی کو طول دینا اسے مزید پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات۔"

سحر نے ہلکے سے سر ہلایا تو وہ پھر بولنے لگی۔

"اب تم گھر جا کر پہلا کام یہ کرنا کہ اس سے جا کر پوچھنا کہ وہ کیوں ناراض ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی ایسی ویسی بات ہو تو کلیئر کر دینا، رونے مت بیٹھ جانا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ آ گئی ناں سمجھ میں یا....." اب کے نادیہ نے شرارت سے کہتے ہوئے ہاتھ سے مارنے کا اشارہ کر کے اسے دیکھا تو عجیب مطمئن سے انداز میں وہ بہت بے اختیار ہو کر کھل کر ہنس پڑی تو نادیہ نے سکون کا سانس لیا کہ اس بے وقوف لڑکی کی عقل میں کچھ بات آئی اور اب سحر کو گھر پہنچنے کی جلدی تھی۔ وہ جلد از جلد احمر سے بات کرنا چاہتی تھی۔

"واقعی نادیہ ٹھیک کہہ رہی تھی مجھے اس کی غلط فہمی دور کر دینی چاہئے تھی۔" پارکنگ کی طرف جاتے ہوئے اس نے سوچا۔ آج احمر نہیں آیا تھا۔ صبح اس کی طبیعت کچھ بوجھل بوجھل سی ہو رہی تھی تو تایا ابو نے اسے روک دیا اور سحر کو آج ضروری اس لئے آنا تھا کہ اس کا فائنل پریکٹیکل تھا ورنہ احمر کے بغیر وہ کبھی نہ آتی لیکن آج مجبوری تھی۔ پارکنگ پہنچی تو ڈرائیور پہلے ہی اس کا ویٹ کر رہا تھا۔ وہ جلدی سے جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی اور ڈرائیور کو تیز چلانے کا کہہ کر خود اس نے آنکھیں بند کر کے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ کتنے دنوں بعد آج وہ خود کو مطمئن محسوس کر رہی تھی۔

"تھینک یو نادیہ، تھینک یو سو مچ۔" اس نے خیالوں ہی خیالوں میں نادیہ کا شکریہ ادا کیا کہ جس نے اسے بروقت لڑھکنے سے بچا لیا ورنہ تو..... اس نے ہلکی سی جھرجھری لے کر آنکھیں کھولیں تو چوکیدار گیٹ

کھول رہا تھا۔

"اوہ! میں اتنی مگن تھی۔" اس نے حیران ہو کر گاڑی کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔

"چلو اچھا ہی ہوا۔" کچھ سوچ کر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری تھی۔ اپنے کمرے میں اپنی فائل اور دوسری چیزیں رکھنے کے بعد وہ دبے قدموں احمر کے کمرے میں داخل ہوئی تو تائی امی کو اس کے بستر کی چادر صحیح کرتے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ احمر لیٹا ہوا ہو گا کیونکہ صبح اس کی طبیعت خراب تھی اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ اب کوئی اسے اس کے بستر سے اٹھنے نہیں دے گا لیکن یہاں تو.....

"ارے سحر بیٹا کب آئیں؟" تائی امی چادر صحیح کر کے مڑیں تو اسے حیرانی سے اپنی طرف دیکھتا پا کے پوچھنے لگیں۔

"وہ بس ابھی آئی ہوں۔" اس نے کچھ چونکتے ہوئے کہا پھر بولی۔

"احمر کہاں ہے تائی امی؟"

"وہ تمہارے پاپا کے ساتھ اسلام آباد گیا ہے۔"

"جی!" کسی نے پورا آسمان ایک ہی وقت میں اس کے سر پر گرا دیا تھا۔ جبکہ تائی امی اب اس کی کتابوں کا ریک صاف کرتے ہوئے مگن سے انداز میں بول رہی تھیں۔

"کوئی اہم میٹنگ کال کر لی گئی تھی اچانک اسلام آباد میں۔ تمہارے تایا تو جا نہیں سکے تو تمہارے پاپا احمر کو اپنے ساتھ لے گئے کہ میٹنگ بہت اہم تھی اور وہ بندے....."

"لیکن احمر کی طبیعت تو خراب تھی تائی امی۔ پاپا اسے کیوں لے گئے؟" ان کی بات کاٹ کر وہ بیچ میں ہی بول پڑی کہ میٹنگ کی تفصیلات سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

"طبیعت خراب نہیں تھی بیٹا۔ وہ تو اس کے سر میں درد ہو رہا تھا اس لئے وہ سستی محسوس کر رہا تھا لیکن تم فکر نہ کرو۔ ڈاکٹر کو گھر پر بلا کر تمہارے پاپا نے اس کا چیک اپ کروا لیا تھا۔ پھر اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں اور سر کا درد تو تمہارے جانے کے کچھ دیر بعد ہی ٹھیک ہو گیا تھا۔" اسے پریشان ہوتے دیکھ کر انہوں نے اسے تفصیل بتائی تو وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔

"کھانا لگوا دوں یا ٹھہر کر کھاؤ گی؟" تائی امی نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے اس سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔

"نہیں تائی امی۔ ابھی بھوک نہیں ہے۔ آپ لوگ کھا لیں مجھے بھوک لگے گی تو میں خود کھا لوں گی۔" ہلکی سی آواز میں کہتے ہوئے وہ رخ موڑ گئی تو تائی جان کچھ سمجھتے ہوئے اسے بغیر کچھ کہے باہر نکل آئیں کہ ان دونوں کے درمیان جو کشیدگی چل رہی تھی انہیں اس کا اندازہ تھا اور وہ جانتی تھیں کہ اب وہ کمرہ بند کر کے روئے گی کہ احمر اسے بتائے بغیر چلا گیا۔ انہوں نے تو کتنا کہا تھا اسے کہ اسے بتائے بغیر نہ جائے وہ ناراض ہو گی لیکن اس نے ان کی ایک نہ سنی اور اب ـــ انہوں نے بے بسی سے کمرے کے بند ہوتے دروازے کو دیکھا اور پھر نیچے چلی آئیں کہ ان کا اسے کچھ بھی سمجھانا بے کار تھا کہ جب احمر کی سمجھ میں ان کی کوئی بات نہیں آئی تو وہ کیسے سمجھتی۔

"تم مجھے بتائے بغیر چلے گئے احمر؟" وہ اسی کے کمرے میں تھی۔ تائی امی کے جانے کے بعد کمرے کا دروازہ لاک کر کے وہ واپس اس کے بیڈ کے پاس آئی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی فریم میں لگی اس کی تصویر کو دیکھنے لگی۔ گرے جینز اور وائٹ اور گرے لائننگ والی ٹی شرٹ میں ایک ہاتھ بڑے اسٹائل سے کمر پر رکھے، بڑے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے یہ اس کی بہترین تصویر تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ تصویر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لی اور بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"تم مجھ سے اتنے ناراض ہو احمر کہ..... کہ مجھے بتائے بغیر چلے گئے۔" وہ ایک بار پھر اس کی تصویر سے مخاطب تھی۔

"میں نے ایسا کیا کر دیا ہے احمر۔ آخر میں نے ایسا

کیا کیا ہے کہ تم مجھ سے اتنے بد ظن ہو گئے ہو کہ مجھ سے کچھ کہے بغیر، مجھ سے کچھ پوچھے بغیر، مجھے اطلاع دیئے بغیر چلے گئے۔ کیوں احمر کیوں؟ تم نے ایسا کیوں کیا؟" گود میں رکھی اس کی تصویر کے شیشے پر پانی کے چند قطرے گرے تو وہ بری طرح چونکی۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب اس کے دل میں اٹھتا ہوا درد آنسوؤں کا روپ دھار کر اس کی آنکھوں سے نکل آیا۔

"یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا مشورہ تمہارا تھا احمر۔ میں نے خود ضد نہیں کی تھی۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تھی، تمہیں میری کوئی بات بری لگی تھی تو تمہیں مجھے بتانا چاہئے تھا کم از کم اس طرح مجھے اپنی ہی نظروں میں ذلیل تو نہ کرتے احمر۔ یہ تم نے کیا کیا؟" دونوں بازوؤں میں چہرہ چھپا کر گھٹنوں پر سر رکھتے ہوئے اس نے بڑی مشکلوں سے اپنی سسکیاں دبائی تھیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

تایا ابو کی زبانی اسے پتا چلا تھا کہ وہ لوگ چار دن تک واپس آجائیں گے اور سحر کا خیال تھا کہ اس دفعہ بھی احمر چار کے بجائے دو دن میں پاپا سے پہلے ہی آجائے گا کیونکہ ایک دفعہ پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ پاپا کے ساتھ ہی ایک ہفتے کے لئے اسلام آباد گیا تھا اور ان سے پہلے تین دن میں ہی واپس آگیا تھا کہ بقول اس کے۔

"مجھے ہر ایک لمحے بعد ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ابھی سحر کہیں سے نکل کر میرے سامنے آجائے گی اور پھر میں نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ میں پاگل ہو جاؤں، مجھے واپس چلے جانا چاہئے۔ چاہے بعد میں چاچو مجھے کتنا ہی ڈانٹیں، ڈانٹ تو چھوڑو مار لیں لیکن اب مجھے سحر کے بغیر نہیں رہنا۔" اور وہ اس کی بات سن کر بے تحاشا ہنسی تھی لیکن اس دفعہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ چار کے بجائے پانچ دن بہت خاموشی سے گزر گئے تھے اور اس دفعہ یہ ہوا تھا کہ پاپا آگئے تھے اور احمر نہیں آیا تھا۔

"کیا میری خطا اس قدر بڑی ہے احمر کہ تم اب میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔" وہ اپنے کمرے میں بیٹھی پتا نہیں کون کون سی الٹی سیدھی سوچوں میں گم تھی کہ جب اچانک اسے احمر کے ہنسنے کی آواز آئی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگالی کہ اس کے قہقہے اور اس کی آواز تو ہر وقت ہی اس کے کانوں میں گونجتی رہتی تھی۔

چند لمحوں بعد جب دوبارہ اسے اس کے بولنے کی آواز آئی تو وہ اسے اپنا وہم سمجھ کر نہیں ٹال سکی اور بہت بے اختیار ہو کر وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ وہ دروازے پر ہی کھڑا تھا غالباً" اسی کے پاس آرہا تھا۔ وہی نرم سی مسکراہٹ تھی اس کے چہرے پر، وہی والہانہ سا انداز تھا جو ہمیشہ اس کے لئے ہوتا تھا۔ اسے لگا جیسے وہی پرانا والا احمر اس کے سامنے کھڑا ہے جو اس سے بے تحاشا محبت کرتا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو، کیا زیادہ اچھا لگ رہا ہوں۔" مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے اس کی حیران حیران سی آنکھوں میں جھانکا تو وہ مزید حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ احمر اس سے بول رہا ہے۔ اب اتنے دنوں کی ناراضگی کا اتنا اثر تو لینا ہی تھا اسے۔

"کچھ تو بول دو یار! اور یہ سرحد پر کیوں کھڑی ہو۔ یا تو مجھے اندر آنے دو یا خود بھی باہر آجاؤ۔" ادھ کھلے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے وہ کچھ اس انداز سے کھڑی تھی کہ احمر اندر جا ہی نہیں سکتا تھا جب تک کہ وہ خود راستے سے نہ ہٹ جائے۔

"اوہ!" وہ جیسے کسی گہرے احساس سے چونکی اور پھر شرمندہ ہوتے ہوئے راستے سے ہٹ گئی تھی۔ احمر مسکراتا ہوا بڑے اطمینان سے کمرے میں داخل ہو کر اس کے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تو وہ بھی واپس کمرے میں آگئی اور فلور کشن پر بیٹھ کر ایک بار پھر اسے دیکھنے لگی۔ البتہ بولی کچھ اب بھی نہیں تھی۔ احمر بہت غور سے اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔ جہاں پر کئی کیفیات بیک وقت چھائی ہوئی تھیں

اس کے چہرے پر بے یقینی بھی تھی، ہلکا سا خوف بھی تھا اور ان سب کیفیات کے پیچھے سے جھانکتا ہوا کچھ کچھ خوشی کا رنگ بھی تھا جسے وہ ظاہر نہیں کر پا رہی تھی۔

"کیا پورے چھ دن کا ایک ساتھ دیکھ لوگی؟" اسے مسلسل اپنی طرف دیکھتا پاکے اس نے شرارت سے کہا تو اس نے خجل سا ہو کر اس کے چہرے پر سے نظریں ہٹا کر گود میں رکھے اپنے ہاتھوں پر جما دیں۔

"یہ نہیں پوچھو گی کہ میں اس دفعہ چار کے بجائے چھ دن میں کیوں آیا؟" تکیہ گود میں رکھتے ہوئے وہ ذرا سا آگے ہو کر بولا تو وہ ایک بار پھر خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ تب وہ تکیہ گود سے ہٹا کر فلور کشن پر اس کے مقابل آبیٹھا اور بولا۔

"کیا ہوا سحر؟ کیا تمہیں میرا آنا اچھا نہیں لگا؟" اب کہ اس کا لہجہ بالکل سنجیدہ تھا۔ سحر نے اسے نہیں دیکھا اور اپنی نظروں کو اپنے ہاتھوں پر ہی جمائے رکھا تو وہ ایک دم ہی کھڑا ہونے لگا۔

"ٹھیک ہے اگر تم مجھ سے نہیں بات کرنا چاہتیں تو میں چلا جاتا ہوں۔" اور تب سحر نے بے اختیار ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور وہ اٹھتے اٹھتے رک گیا۔

"کیا تمہاری مجھ سے ناراضگی ختم ہو گئی ہے؟" بہت دیر تک اس کا ہاتھ پکڑے انتہائی کشمکش و تذبذب کی کیفیت میں مبتلا رہنے کے بعد اس نے پوچھا تو احمر نے ایک گہری سانس بھر کر اسے دیکھا۔ بلیک اور براؤن کنٹراسٹ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس یہ شوخ و شریر لڑکی اس وقت کس قدر سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"میں تم سے کب ناراض تھا؟" جواب کے بجائے الٹا سوال آیا تو وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"پچھلے پورے دو ہفتوں سے تم نے مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کی، مجھے صحیح سے کچھ نہیں سمجھایا، مجھے آئس کریم کھلانے بھی نہیں لے گئے، میرے ساتھ ٹیرس میں بیٹھ کر باتیں بھی نہیں کیں اور تم ہو کہ کہہ رہے ہو مجھ سے ناراض نہیں تھے۔" وہی معصومیت بھرا دلکش سا انداز تھا۔ احمر کو بے اختیار اس پر بے تحاشا پیار آیا تھا جبکہ وہ خفا خفا نظروں سے اس کے چہرے پر نمودار ہوتی مسکراہٹ کو دیکھ رہی تھی۔

"پچھلے پورے دو ہفتے میں تم نے ٹھیک سے بات نہیں کی اس کے لئے سوری، تمہیں کچھ صحیح سے سمجھایا نہیں اس کے لئے بھی سوری، تمہیں آئس کریم کھلانے بھی نہیں لے گیا اس کے لئے بھی سوری اور تمہارے ساتھ ٹیرس میں بیٹھ کر باتیں نہیں کیں اس کے لئے تو ویری ویری سوری۔"

اس کا انداز ایسا تھا کہ سحر کی بے ساختہ ہنسی نکل گئی۔

"شکر خدا کا۔ اس رونی صورت سے تو نجات ملی۔" احمر نے دلچسپی سے اسے کھلکھلاتے دیکھ کر کہا تو وہ بولی۔

"تم نے ایک بات کے لئے سوری نہیں کی احمر۔"

"وہ کیا؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔

"تم مجھے بغیر بتائے اسلام آباد گئے تھے۔"

"اوہ! وہ تو میری سب سے بڑی خطا تھی دیکھو اس کے لئے تو میں کان پکڑتا ہوں۔"

"احمر!" سحر نے بری طرح خجل ہو کر اپنے کانوں سے اس کے ہاتھ ہٹائے تو وہ بری طرح ہنس دیا۔ وہ خفگی سے اسے گھورنے لگی اور چند لمحے گھورنے کے بعد خود بھی ہنس دی۔

"اگر مجھے پتا ہوتا کہ اسلام آباد جا کر تمہارا موڈ صحیح ہو جائے گا تو میں تمہیں پہلے ہی بھیج دیتی۔" مطمئن ہو کر ہلکے پھلکے لہجے میں اس نے کہا تو احمر بولا۔

"میرا موڈ اسلام آباد جا کر صحیح نہیں ہوا بلکہ مجھے تم وہاں پر اتنا یاد آئیں اتنا یاد آئیں کہ جب میں گھر میں گھسا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا کہ میں تم سے ناراض ہوں ورنہ......"

"بہت خراب ہو تم، جاؤ میں نہیں بات کرتی تم سے۔" وہ اس کے بات ادھوری چھوڑ دینے پر خفگی سے بولی اور پھر اٹھنے ہی لگی تھی کہ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے واپس بٹھا لیا۔

"ہٹو مجھے جانے دو۔ اب میں تم سے ناراض ہوں۔" اس نے پھر کہا تو وہ بولا۔

"ہو جانا ناراض بھی۔ ابھی بیٹھو یہاں۔ میں دیکھ تو لوں جی بھر کے تمہیں۔ پورے چھ دن بعد دیکھ رہا ہوں۔" اس کے والہانہ نظروں سے دیکھنے پر اس کے چہرے پر سرخی چھانے لگی۔ جب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تب اس نے یکدم ہی پاس پڑا چھوٹا سا کشن اٹھا کر اس کے منہ پر دے مارا اور خود موقع پا کر تیزی سے کھڑی ہو کر آگے بڑھی۔ لیکن احمر کے ہاتھ میں دوپٹے کے دونوں آنچل آ جانے پر وہ جس تیزی سے اٹھی تھی اس سے زیادہ تیزی سے اس کا شانہ تھام کر سنبھلنے کے باوجود اس کے برابر میں آ گری۔

"احمر!" احتجاجی انداز میں کہتے ہوئے اس نے اٹھنا چاہا۔ مارے خجالت کے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور ادھر اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر احمر کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

"میں کبھی بات نہیں کروں گی تم سے۔" وہ روہانسی ہو گئی اور اس سے پہلے کہ وہ رو دیتی احمر نے اسے چھوڑ دیا لیکن اس کی ہنسی اب بھی نہیں رکی تھی۔

"کمال کرتی ہو یار۔ خود گری تھیں تم، میں نے تو تمہیں نہیں بٹھایا تھا اپنی گود میں۔" مبالغہ آرائی سے کام لے کر وہ ایک بار پھر بے تحاشا ہنسنے لگا تو غصے میں آ کر سحر نے سارے کشن اور سب تکیے اسے دے مارے اور وہ اپنا بچاؤ کرتے ہوئے بھی مسلسل ہنس رہا تھا۔ اور جب مارنے کے لئے ہر چیز ختم ہو گئی تو سحر نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہوا پانی کا جگ اٹھا کر سارا پانی اس کے لوٹ پوٹ ہوتے وجود پر ڈال دیا۔

"ارے رے۔" وہ کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا۔ بال، چہرہ، سفید ٹی شرٹ اور بلیو جینز کا کچھ کچھ حصہ سب بھیگ چکے تھے اور اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے اب ہنسنے کی باری سحر کی تھی۔ اور ابھی وہ جی کھول کر ہنسی بھی نہیں تھی کہ ملازم دروازہ کھٹکھٹا کر اندر چلا آیا۔

"صاحب یہ آپ کے نام آیا ہے۔" اس نے ایک لفافہ احمر کی طرف بڑھایا اور اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی اور باہر نکل گیا تھا۔

"کس لڑکی کا خط ہے۔ دو میں پڑھوں گی پہلے۔" اس کے باہر نکلتے ہی سحر نے تیزی سے اٹھ کر احمر کے ہاتھ سے لفافہ جھپٹنا چاہا تھا۔

"نہیں دوں گا۔" احمر نے بھی اسی تیزی سے اپنا ہاتھ اونچا کر لیا تو دونوں کے درمیان چھینا جھپٹی شروع ہو گئی۔ سحر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اچک اچک کر اس سے وہ لفافہ جھپٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور وہ ہنس ہنس کر اپنا ہاتھ اور اونچا کئے جا رہا تھا۔

"دیکھو احمر۔ پہلے میں پڑھوں گی ورنہ......" اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے چھین جھپٹ کے دوران لفافہ پھٹ گیا اور کئی تصویریں اس میں سے نکل کر قالین پر بکھر گئیں۔

"یہ... یہ......" سحر نے ہکا بکا ہو کر زمین پر بکھری تصویروں کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ احمر بھی وہ تصویریں دیکھ چکا تھا۔ اس نے پلٹ کر ایک کڑی نظر اس کے زرد چہرے پر ڈالی اور جھک کر وہ تمام تصویریں اٹھا لیں۔ کئی تصویریں تھیں اور سب کی سب سحر اور ثاقب کی تھیں۔ ایک تصویر میں وہ بڑی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ اسے ڈرنک پیش کر رہا تھا۔ ایک تصویر میں وہ دونوں گارڈن میں بیٹھے تھے اور ایک تصویر میں سحر اسے کوئی خط نما لفافہ دے رہی تھی۔ ہر تصویر پلٹنے پر احمر کے چہرے پر خطرناک قسم کی سنجیدگی آتی جا رہی تھی۔ سحر نے بے حد خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ا ح... احمر۔ یہ تصو... تصویریں۔" اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

"ہاں سب تمہاری ہیں۔" اس کی بات کاٹ کر وہ زہر خند لہجے میں بولا۔ وہی لہجہ جس سے چند لمحے پہلے پھول برس رہے تھے اب انگارے برسا رہا تھا۔ وہی آنکھیں جن میں کچھ دیر پہلے اس کے لئے بے تحاشا محبت اور والہانہ پن تھا اب خون رنگ ہو رہی تھیں۔ سحر نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔ وہ اپنی صفائی پیش کرنا چاہتی تھی لیکن اس کے خطرناک تیور اس سے

اس کے حواس چھین رہے تھے۔

"احمر! مجھے کچھ نہیں معلوم یہ کیا ہوا ہے۔ میری بات کا یقین کرو پلیز۔" بہت ہمت کر کے اس نے کہنا شروع کیا تو احمر نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"مت کہو کچھ چپ ہو جاؤ۔" وہ بری طرح دھاڑا تو سحر ڈر کے مارے بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"احمر میری بات سنو۔" اسے باہر نکلتا دیکھ کر وہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔ لیکن وہ رکا نہیں۔ سحر نے آگے بڑھ کر اسے روکنا چاہا تو اس کے ہاتھ میں اس کی ٹی شرٹ آئی تھی جسے وہ ایک جھٹکے سے چھڑوا کر باہر نکل گیا۔

"احمر! ایسے مت جاؤ۔ میری بات تو سنو۔ احمر تم کیا کر رہے ہو یہ۔ کیوں جا رہے ہو احمر، مت جاؤ۔ مت جاؤ۔" اس کے پیچھے دروازہ دھاڑ سے بند ہوا تو وہ اسی سے سر ٹکا کر بری طرح رونے لگی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"ایک مرد ایک عورت پر کبھی اعتبار نہیں کرتا۔ مرد کی نظر میں عورت ہمیشہ بے اعتبار ہی رہتی ہے۔ چاہے وہ گھر کی چار دیواری میں بند ہی کیوں نہ ہو۔"

"مرد کا اعتبار عورت پر صرف اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک شک و شبہات اور غلط فہمیوں کی آندھیاں اس کے قریب نہیں آتیں۔"

"مردوں کی ڈکشنری میں عمل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ بات کو صرف منہ سے نکالنا جانتے ہیں اس پر عمل کرنا نہیں جانتے اور مت بھولو کہ تمہارا احمر بھی ایک مرد ہے۔"

"نہیں!" وہ دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر بری طرح چیخی تھی۔ فاریہ کی باتیں اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں۔ اسے کسی طرح یقین نہیں آ رہا تھا کہ احمر ان تصویروں پر یقین کر کے اس پر شک کر سکتا ہے۔ اس کے جانے کے کتنی دیر تک وہ گھٹنوں میں سر چھپائے بے آواز روتی رہی تھی۔

اسے لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی سے نیچے دھکیل دیا ہو۔

"تم ایسے نہیں ہو سکتے احمر۔ تم مجھ پر شک نہیں کر سکتے۔" کوئی اس کے دل کو آرے سے چیر رہا تھا۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا فاریہ۔ سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ مجھے بہت ناز تھا ناں احمر پر مگر وہ، وہ بھی عام مرد نکلا۔ اس نے میرے مان کو، میرے ناز کو ٹھکرا دیا ہے۔ اس نے مجھ پر شک کیا ہے۔ احمر نے، ہاں احمر نے مجھ پر شک کیا ہے۔ اب میں فاریہ کے سامنے کون سا منہ لے کر جاؤں گی۔ اسے کیسے بتاؤں گی کہ میری ذات بھی بے اعتبار ہو چکی ہے اس کی نظر میں، جسے میں نے دیوتا سمجھا تھا، جس کی خاطر خود کو ایک خول میں بند کر لیا تھا، لیکن، لیکن...... تم نے مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا احمر۔" وہ پھر سسکنے لگی۔

بہت دیر تک یونہی رونے تڑپنے کے بعد بہت اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

"مجھے بے اعتباری کی زندگی نہیں جینی احمر۔ اب تم آئندہ کبھی میرا منہ نہیں دیکھو گے۔"

سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر بے شمار سلیپنگ پلز نکال کر اس پر نظریں جماتے ہوئے اس نے سوچا اور ابھی وہ انہیں منہ میں لے جانے ہی والی تھی کہ پیچھے سے کسی نے ایک جھٹکے سے اس کا بایاں بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔ جھٹکا لگنے سے اس کی ہتھیلی پر دھری تمام گولیاں کمرے میں ادھر ادھر بکھر گئی تھیں اور اس سے پہلے کہ وہ اس شخص کو دیکھتی، ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا اور وہ بری طرح لڑکھڑاتے ہوئے چند قدم پیچھے ہٹ کر دیوار پر لگے بک شیلف سے ٹکرا گئی۔ اس اچانک افتاد سے سنبھلنے کے بعد جب اس نے نظریں اٹھائیں تو وہ ششدر رہ گئی۔

"احمر!" اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔ جبکہ وہ طیش کے عالم میں اس کی طرف بڑھا۔

"کیا کر رہی تھیں تم یہ۔ بولو، کیا تماشا تھا یہ۔" قریب آ کر دونوں شانوں سے اسے پکڑتے ہوئے احمر نے اسے بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

"تماشا نہیں حقیقت ہے یہ۔ کیوں روک رہے ہو تم مجھے۔ مرجانے دو۔ بے اعتباری کی زندگی نہیں جینی مجھے۔ سمجھے تم۔ نہیں زندہ رہنا ہے مجھے کسی کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو کر۔ اپنی ذات کا اعتبار کھو کر۔ سن رہے ہو ناں تم۔" کچھ دیر پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھنے کے بعد ہوش کی دنیا میں واپس آتے ہی وہ بری طرح پھٹ پڑی۔

"بہت اعتبار تھا مجھے اپنی ذات پر احمر۔ بہت اعتبار تھا۔ تم نے ہتم نے ایک لمحے میں میری ذات کے اعتبار کی دھجیاں اڑادیں۔ مجھے زندہ دفن کردیا۔ زمین میں اور پھر چاہتے ہو کہ میں مروں بھی نہیں۔ کیوں چاہتے ہو کہ میں زندہ رہوں کیوں، مرجانے دوں مجھے احمر، مرجانے دو۔" دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر وہ ایک بار پھر سسک پڑی۔

"تم نے مجھ پر شک کیا ہے احمر۔ اب میں زندہ نہیں رہنا چاہتی۔"

"شک!" احمر نے حیرت و صدمے سے اسے دیکھا۔ جواب تک دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بری طرح سسک رہی تھی۔

"تم نے سوچا کیسے کہ میں تم پر شک کرسکتا ہوں۔ کیا آج تک کسی نے اپنے سائے پر شک کیا ہے؟ کیا کسی نے اپنی ذات پر شک کیا ہے؟ پھر میں تم پر کیسے شک کرسکتا ہوں سحر ہتم ہتم میری ذات سے منسلک میرا سایہ ہی تو ہو پھر تم نے یہ کیسے سوچا کہ......"

اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ سحر دونوں ہاتھ چہرے پر سے ہٹا کر چہرہ رگڑتے ہوئے بولی۔

"اگر تمہیں یقین تھا کہ میری بے گناہی پر تو کیوں چھوڑ کر چلے گئے تھے مجھے۔ کیوں بات نہیں سنی تھی میری، کیوں نہیں رکے تھے میرے روکنے پر۔"

"مجھے غصہ آگیا تھا تمہاری صفائی دینے پر۔ میں نے تم سے کچھ کہا تھا، کچھ پوچھا تھا جو تم مجھے اپنی صفائی دینے لگی تھیں، بولو۔"

"تمہیں میرے صفائی دینے پر نہیں بلکہ وہ تصویریں دیکھ کر غصہ آیا تھا احمر۔ مجھ سے جھوٹ مت بولو۔" سحر نے بڑی بے دردی سے اس کی بات رد کردی تھی۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے تصویریں دیکھ کر ہی غصہ آیا تھا۔ میرا خون کھول گیا تھا لیکن اس لئے نہیں کہ وہ تمہاری تصویریں تھیں اس لئے کہ وہ دھوکے سے کھینچ کر تمہیں پھنسانے کی بھرپور کوشش کی گئی تھی۔ تمہیں میری نظروں میں گرانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرلی گئی تھی اور جانتی ہو کہ وہ کون ہے جس نے یہ سب کیا ہے؟"

اس نے ایک لمحے کو رک کر اسے دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر بے تحاشا تنفر ابھرا تھا۔

"وہ تمہاری اپنی عزیز از جان سہیلی ہے فاریہ۔ اسی نے یہ سب کچھ کیا ہے۔"

اور وہ جو سانس روکے اس کی بات سن رہی تھی اسے لگا کہ جیسے کسی نے بہت بڑا پتھر اس کے سر پر دے مارا ہے۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے احمر کو دیکھا۔

"فاریہ!" اس کے منہ سے برائے نام آواز نکلی تھی۔

"ہاں، فاریہ!" احمر نے نخوت سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ ایسا نہیں کرسکتی۔" چند لمحے گم سم رہنے کے بعد وہ بولی تو احمر نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم یقین نہیں کروگی لیکن میرے پاس ثبوت ہے اس بات کا۔ یہ دیکھو۔"

کہتے کہتے احمر نے جینز کی پاکٹ سے اپنا والٹ نکالا اور اس میں سے چند صفحے نکال کر اس کے سامنے کردیئے۔

"یہ کیا ہے؟" سحر نے بغیر ہاتھ بڑھائے ان پیپرز کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ بولا۔

"پڑھو لو خود ہی اپنی دوست کی ہینڈ رائٹنگ تو پہچانتی ہوگی ناں تم۔" اس نے وہ پیپرز اس کے ہاتھ میں تھمادیئے۔

"بہت فخر ہے، بہت مان ہے سحر کو اس بات پر کہ

اس کا منگیتر اس پر بہت اعتبار کرتا ہے لیکن میں اس کا یہ فخر، یہ مان زیادہ دن قائم نہیں رہنے دوں گی۔ میں اسے احمر کی نظروں میں اتنا گرادوں گی، اتنا گرادوں گی کہ وہ چاہے گی بھی تو اٹھنے کے قابل نہیں رہے گی اور وہ احمر، وہ کہتا ہے کہ وہ اپنے آپ سے زیادہ اس پر اعتبار کرتا ہے۔ میں دیکھوں گی کہ وہ کب تک اپنی بات پر قائم رہتا ہے۔ وہ مرد ہے اور مرد کبھی عورت پر اعتبار نہیں کرتا۔ یہی بات تھی جو میری سحر سے بحث ہوئی تھی اور اس نے میرا مذاق اڑایا تھا۔ فاریہ سلمان کا مذاق اڑایا تھا۔ اب میں اسے بتاؤں گی کہ مذاق اڑانا کیا ہوتا ہے۔ اس نے میرا مذاق اڑایا تھا میں اس کے منہ پر اتنی کالک مل دوں گی، اس کے کردار کو اتنا سیاہ کردوں گی کہ دنیا اس کا مذاق اڑائے گی۔

جب وہ میرے سامنے آتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کے وجود کو آگ لگادوں، اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دوں۔ اس کے چہرے کو اتنا بدصورت بنادوں کہ احمر اس کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہ کرے۔ پتا نہیں کیوں، لیکن بس میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے تباہ و برباد کردوں۔"

اس کے ہاتھ میں کئی صفحے تھے اور تقریباً ہر صفحے پر اس کے خلاف بے تحاشا زہر اگلا گیا تھا۔ آگے پڑھنے کی اس میں ہمت نہ ہوئی اور تمام پیپرز اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر بکھر گئے۔

"تمہیں یہ کہاں سے ملے احمر!" اسے اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی تھی جبکہ احمر نے اس کی حالت کے پیش نظر خود کو بہت نرم کرلیا تھا۔

"جس دن تم میرے ساتھ اس کے نوٹس واپس کرنے اس کے گھر گئی تھیں اس دن وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھی یہی سب کچھ لکھ رہی تھی۔ تمہیں دیکھ کر وہ جلدی میں اپنی ڈائری وہیں صوفے پر بھول گئی تھی جہاں میں بیٹھا تھا اور میں نے محض وقت گزاری کے لئے اسے اٹھالیا تھا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے دل میں تمہارے خلاف اتنی نفرت ہے، اتنا زہر ہے۔ میں نے تمہیں خبردار بھی کیا تھا کہ تم اس سے دوستی ختم کردو لیکن تم نہیں مانیں۔ کھل کر میں نے تمہیں سب اس لئے نہیں بتایا کہ میں چاہتا تھا کہ خود تم برے اور بھلے کی تمیز کرنا سیکھو۔ تمہیں یہ معلوم ہو کہ کون تمہارے ساتھ کتنا مخلص ہے اور کس کے دل میں تمہارے خلاف کتنا زہر ہے۔ مگر افسوس کہ تم ایسا نہیں کرسکیں۔ تمہیں تو اپنی آستین کا سانپ ہی نظر نہیں آیا۔ آگے تم سے کیا توقع رکھی جائے۔"

احمر نے تاسف سے کہتے ہوئے اسے دیکھا جواب تک یقین و بے یقینی کی کیفیت میں گھری ہوئی تھی اور پھر پہلے دن سے لے کر کہ جب فاریہ نے احمر سے کہا تھا کہ وہ ثاقب کے ساتھ کیفے ٹیریا گئی ہے اس دن تک کی تمام باتیں بتادیں جو اس نے عالیہ کے ساتھ مل کر محض اسے سنانے کے لئے کی تھیں اور یہ تمام تصویریں فاریہ نے خود اپنے ہاتھوں سے کھینچی تھیں کہ جس دن وہ اسے ڈھونڈتا ہوا کیفے ٹیریا تک آگیا تھا تب فاریہ محض بہانا کرکے اٹھی تھی اور واش روم کی آڑ میں ہو کر ان دونوں کی تصویر کھینچتے ہوئے اس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور پھر اسی دن سے اس کا رویہ اس کے ساتھ خراب ہوگیا تھا صرف اس لئے کہ اس کی اپنی دوست اسے منہ کے بل گرانے پر تلی ہوئی تھی اور اسے کچھ خبر نہیں تھی۔

بہت دیر بعد جب وہ چپ ہوا تو صدمے کے شدید احساس میں ڈوبی سحر کی لرزتی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

"فاریہ تو میری بہت اچھی دوست تھی احمر۔ اس نے ایسا کیوں کیا۔ میں نے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ کوئی تکلیف نہیں دی تھی پھر اس نے میرے ساتھ یہ کیوں کیا احمر، کیوں؟" وہ اب تک شاکڈ تھی۔ اگر اپنی آنکھوں سے اس کی ہاتھ کی لکھی تحریر نہ پڑھ لیتی تو شاید وہ اب بھی یقین نہ کرتی لیکن اب شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی جو کچھ اسے پتا چلا تھا وہ حقیقت تھی اور ثبوت اس کے آس پاس بکھرے پڑے تھے۔

"یہ ضروری نہیں ہے سحر کہ بظاہر جو شخص آپ سے محبت سے اور خلوص سے ملے وہ اندر سے بھی آپ کے لئے ایسے ہی جذبات رکھتا ہو۔ میں نے تمہیں یونیورسٹی میں ایڈمیشن دلایا ہی اس لئے تھا کہ تمہیں اچھے برے لوگوں کی پہچان ہو۔ تم زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملو۔ لوگوں کے ظاہر و باطن کو جانو۔ لیکن تم تو اپنی دوست کے جذبات کو ہی اپنے خلاف محسوس نہ کر سکیں۔ تم سے آگے کیا امید رکھی جا سکتی ہے۔" مایوسی سے کہتے ہوئے اس نے زمین پر پڑے ہوئے وہ تمام پیپرز اٹھالئے تھے۔

"میں نے اپنا رویہ تمہارے ساتھ جان بوجھ کر خراب کیا تھا کہ شاید اس طرح تمہیں کچھ عقل آجائے اور تم..... لیکن... اب میں کیا کہوں۔" کہتے کہتے وہ خود ہی چپ ہو گیا لیکن سحر نے تو جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔

"آخر کون سی ایسی بات تھی جس نے فاریہ کو اتنا مشتعل کر دیا کہ وہ مجھے برباد کرنے پر تل گئی۔ کون سی بات تھی۔ پہلے دن تو وہ مجھ سے بہت گرم جوشی سے ملی تھی۔ اس نے خود میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ پھر اسے اچانک مجھ سے اتنی نفرت کیوں ہو گئی۔ آخر میں نے ایسا کیا کہہ دیا تھا اسے۔" ذہن پر بہت زور دینے کے بعد اسے اس دن کی بات یاد آئی جب اس کی اور فاریہ کی اعتبار پر بحث ہوئی تھی۔ فاریہ نے احمر کا مذاق اڑایا تھا اور غصے میں سحر نے اس کی ذات پر بے اعتبار ہونے کا لیبل چسپاں کر دیا تھا۔ اسے یاد تھا کہ اس کی بات پر فاریہ کے چہرے کا رنگ خطرناک حد تک سرخ ہو گیا تھا اور وہ اسے کچھ جواب دینے ہی والی تھی کہ احمر کے آجانے پر نہیں دے سکی تھی اور سحر اٹھ کر چلی آئی تھی۔

"لیکن میں نے اس سے سوری کر لیا تھا۔" سحر نے بے چینی سے سوچا۔

"اگر اس نے مجھے دل سے معاف نہیں کیا تھا تو پھر زبان سے کیوں کہا تھا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ایک ذرا سی بات کے پیچھے اس نے اتنا بڑا قدم اٹھالیا۔ اس نے تو میرا دوستی پر سے اعتبار ہی اٹھادیا۔ خیر،" اس نے آہستہ سے اپنے سر کو جھٹکا۔

"میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا۔ وہ جو بہتر سمجھے گا وہی کرے گا۔"

"کیا سوچ رہی ہو؟"

بہت دیر تک اس کے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کو دیکھنے کے بعد احمر نے اس سے کہا۔

"کچھ نہیں۔" وہ آہستہ سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"آگیا میری بات کا یقین۔" احمر نے خفگی سے اسے دیکھ کر کہا تو وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے مسکرا دی۔

"ہاں آگیا۔"

"اگر تمہیں کچھ ہو جاتا ناں تو پتا ہے میں فاریہ کو زندہ دفن کر دیتا۔" غصے کی لہر اس کے چہرے پر چھا گئی تھی۔

"خیر چھوڑوں گا تو میں اب بھی نہیں۔ تم بتاؤ اسے کیا سزا دی جائے؟"

"سزا!" اس نے زیر لب دہرایا۔ "احمر کیا ہمیں اسے سزا دینی چاہئے؟"

"بالکل دینی چاہئے اور ایسی کڑی سزا دینی چاہئے کہ آئندہ کوئی دوستی کے مقدس اور پاکیزہ رشتے کو پامال کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

"نہیں احمر! جزا اور سزا دینے والی تو صرف اللہ کی ذات ہے۔ ہم کون ہوتے ہیں کسی کو جزا و سزا کے مرحلے سے گزارنے والے۔ فاریہ نے میرے ساتھ جو کچھ کیا یا جو کچھ کرنا چاہا گو کہ وہ اس قابل تو نہیں ہے کہ معاف کر دیا جائے لیکن اس کے باوجود میں اپنا معاملہ اللہ کے دربار میں رکھتے ہوئے اسے معاف کرتی ہوں۔"

اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے سادگی سے کہتے ہوئے اس نے احمر کو دیکھا تو وہ بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ سحر کو اس کی نظروں سے بہت عجیب قسم کا احساس ہوا تھا۔ جبھی بولی تھی۔

"کیا بات ہے احمر! ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"اللہ کو تمہاری نیت کا شاید پہلے سے علم تھا سحر، جبھی اس نے....."

وہ ادھی بات کہہ کر چپ ہو گیا تو سحر نے بے چینی سے اسے دیکھا۔

"کیا جبھی اس نے؟"

جواباً احمر نے ایک گہری سانس بھر کر اسے دیکھا اور پھر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

"میں ابھی فاریہ کے گھر گیا تھا۔"

"کیا؟" حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اسے۔ "فاریہ کے گھر؟"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"گیا تو میں کسی اور مقصد کے لئے تھا لیکن۔"

اس نے پھر بات ادھوری چھوڑ دی تو وہ پریشانی سے اٹھ کر اس کے قریب چلی آئی۔

"کیا لیکن ویکن لگا رکھی ہے احمر، پلیز کھل کر بتاؤ۔"

"سحر، تمہیں معلوم ہے فاریہ ہاسپٹل میں ہے۔"

"کیا؟" اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کیا ہوا ہے اسے۔" اس نے فوراً بے چینی سے پوچھا۔

"اسے..... برین ہیمبرج ہو گیا ہے۔"

"نہیں؟" اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی اس کی بات سن کر۔

"ک..... کیا کہہ رہے ہو احمر تم۔" اس کی آواز میں واضح لرزش تھی۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں میں۔ اس کے گھر پر تالا لگا ہوا تھا تو میں نادیہ کے پاس چلا گیا تھا۔ اسی نے مجھے بتایا کہ فاریہ کو برین ہیمبرج ہو گیا ہے اور وہ ہاسپٹل میں ہے۔ میرے تفصیل سے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ فاریہ کا منگیتر ایک دن بغیر بتائے یونیورسٹی آگیا تھا اور اس نے فاریہ کو کسی لڑکے کے ساتھ ہنستے بولتے اور بات کرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ تو اس پر پہلے ہی اعتبار نہیں کرتا تھا لڑکے کے ساتھ کھڑا دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور اسی وقت اس نے انگوٹھی اتار کر اس کے منہ پر دے ماری

عمران ڈائجسٹ کے وہ مقبول سلسلے
جن کا آپکو بے چینی سے انتظار تھا
اب کتابی صورت میں شائع ہو گئے ہیں

مہارانی، ایک چمارن کی کہانی جس نے تہلکہ مچا رکھا تھا، کوئی بھی اس کے داؤ سے بچ نہ سکتا تھا، ۳ حصوں پر مشتمل ہے،

نروان کی تلاش، غضب ڈھا دینے والا ایک پراسرار سلسلہ، کتابی شکل میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک گیا، نیا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے، ۳ حصوں پر مشتمل۔

سلابو، ۲ حصوں پر مشتمل ایک زبردست کتاب، ضرور پڑھیئے،

پراسرار علوم کا ماہر، ایک پراسرار شخص کی داستان اس کی اپنی زبان سے، مکمل کتاب،

چمپا کلی، مہارانی کی طرح چمپا کلی نے بھی جانے کتنوں کو تباہ کر دیا اور کیا کیا گل کھلائے۔ مکمل ایک کتاب،

مہاراجہ، وہ شیر سے زیادہ خوفناک تھا، ایک عبرتناک داستان، ضرور پڑھیئے۔ ایک کتاب میں مکمل،

مکتبہ عمران ڈائجسٹ ۳۷- اردو بازار کراچی

اور فاریہ کی بات سنے بغیر چلا گیا۔
فاریہ نے بعد میں اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا اور اس سے شادی سے صاف انکار کر دیا اور اس کے اگلے دن ہی اس کا نکاح اس کی خالہ زاد سے ہو گیا۔ نادیہ کہہ رہی تھی کہ فاریہ اس کو منانے اس کے گھر بھی گئی تھی اور تب ولید نے اسے کچھ تصویریں دکھائی تھیں جو کہ پتا نہیں اسے کس نے بھیجی تھیں لیکن سب کی سب فاریہ کی تھیں اور مختلف لڑکوں کے ساتھ تھیں۔ اس نے اسے کچھ خطوط بھی دکھائے تھے جو کہ کسی لڑکے نے فاریہ کے نام ہی لکھے تھے اور ساتھ میں فاریہ کے جواب بھی تھے البتہ اس نے بہت زیادہ پوچھنے پر بھی یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ سب چیزیں اسے کس نے بھیجی ہیں۔ نادیہ اس وقت اسی کے ساتھ تھی۔ تصویریں اور وہ خطوط دیکھ کر فاریہ سکتے میں آ گئی تھی اور پھر کچھ دیر بعد بہت زور زور سے ہنسنے لگی تھی اور پھر چند لمحوں بعد بے ہوش ہو گئی تھی۔ جب سے اب تک اسے چھ دن گزر چکے ہیں وہ ہوش میں نہیں آئی اور اب تک آئی سی یو میں ہے۔"
سحر کو یہ سب اس لئے معلوم نہیں تھا کہ وہ پچھلے کئی دن سے یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔ ایک تو احمر کے رویے کا ٹینشن تھا اور سارہ اسلام آباد چلا گیا تھا سو اس کا اکیلا جانے کا دل ہی نہیں چاہا اور اس کے پیچھے اتنا کچھ ہو گیا۔
احمر اپنی بات کہہ کر چپ ہو گیا۔ سحر نے گویا سکتے کے عالم میں اس کی بات سنی تھی۔
"مجھے ولید سے اتنی محبت ہے، اتنی محبت ہے سحر کہ اگر وہ مجھے نہ ملا تو میں یقیناً زندہ نہیں رہ پاؤں گی۔"
"میں جتنی محبت ولید سے کرتی ہوں ناں شاید ہی کوئی دوسرا اپنے منگیتر سے اتنی محبت کرتا ہو گا۔"
"مجھے ولید سے محبت نہیں عشق ہے، میرے لئے اس کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں۔ اس کے بغیر زندگی گزارنے کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتی۔"
بہت سے جملے اور بہت سی باتیں تھیں جو بیک وقت اس کے کانوں میں گونجنے لگی تھیں۔ وہ دیوار کا سہارا لے کر بیٹھتی چلی گئی۔ احمر نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ وہ اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا۔ اسے خوش ہونا چاہئے تھا کہ فاریہ کو اس کے کیے کی جلدی سزا مل گئی لیکن وہ...... وہ تو ایک بار پھر شروع ہو گئی تھی کہ فاریہ نے اس کے ساتھ جو، وہ اس کا اپنا فعل تھا لیکن اسے فاریہ سے اب بھی پاکیزہ اور پرخلوص محبت تھی اور اس کی حالت سو اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔
"مجھے اس کے پاس لے چلو احمر۔" کچھ دیر بعد نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔
"تم اب بھی اس سے ملنا چاہتی ہو؟" احمر نے نظروں سے اسے دیکھا تو وہ روتے ہوئے بولی۔
"ہاں میں اب بھی اس سے ملنا چاہتی ہوں کہ میں نے اسے دل کی تمام گہرائیوں اور جذبوں کی سچائیوں کے ساتھ دوست بنایا تھا۔ مجھے آج بھی اس سے اتنی ہی محبت ہے جتنی پہلے تھی۔ تم پلیز مجھے اس کے پاس لے چلو۔"
"ٹھیک ہے چلو۔" احمر نے تھک کر اسے دیکھا پھر کھڑا ہو گیا۔
گلاس ڈور کے پیچھے سے کئی مشینوں کے زیر لیٹی فاریہ کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔
"سحر پلیز سنبھالو خود کو۔" احمر نے تیزی سے بڑھ کر اسے پکڑا تو وہ اسی کے کندھے سے سر ٹکا کر طرح رو دی۔
ہم دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے وقت نہیں سوچتے کہ اس گڑھے میں ہماری اپنی ٹانگ بھی پھنس سکتی ہے اور ہم خود بھی گر سکتے ہیں۔ دوسروں کو کسی کھائی میں دھکیلتے ہوئے اگر ہم لمحے کے لئے بھی سوچ لیں کہ یہ کھائی ہمارا مقدر بن سکتی ہے تو ہم کبھی دوسروں کے لئے کوئی غلط بھی دل میں نہ لائیں لیکن نہ جانے وہ ایک زندگی میں کب آئے گا جب ہم دوسروں کے میں غلط کام کرتے ہوئے سوچیں گے۔ نہ جانے کب؟